المرشد

سرگودھا

طاقت کا اصل مرکز قوت ایمانی
اور کردار ہوتا ہے
مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

افہام وتفہیم (جو کہ باری ہیں)
مولانا محمد اکرم صاحب
مدظلہ العالی

التقویٰ
سید علی شاہ

اعتدال فی متابعة الرجال
حضرت مولانا تھانوی رح

1985
1405
1985

www.QuranTafseer.net

الحمدللہ کوشش کی گئی ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے حوالے سے تمام کتابیں اور آڈیو وڈیو بیانات کو آپکی سہولت کے لیے ایک جگہ پر اکٹھا کر دیا جائے اور تازہ جمعہ بیانات بھی آپ فوراسن سکیں۔ ویب سائیٹ کی اینڈرائیڈ ایپلیکیشن بھی موجود ہے

آپ اپنے اینڈرائیڈ موبائل میں پلے سٹور سرچ میں جا کر نیچے دیئے گئے الفاظ لکھ کر آسانی سے یہ ایپلیکیشن سرچ کر کے انسٹال کر سکتے ہیں۔

اس ویب سائیٹ اور ایپلیکیشن سے آپ یہ سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔

1- مفسّر، مترجّم ومفکّرِ قرآن حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمۃ اللہ علیہ کی آڈیو، وڈیو اور تحریری تینوں طرح کی مکمل 30 پارہ اردو تفسیر اور مکمل 30 پارہ پنجابی تفسیر آڈیو وڈیو۔ 2- مشکوٰۃ شریف احادیث کی تشریح آسان ترین انداز میں آڈیو اور وڈیو بیانات۔ 3- اگر آپ کو قرآن ناظرہ پڑھنا نہیں آتا یا آپ نے قرآن پڑھنا بہت پہلے سیکھا مگر اب صحیح تلفظ سے نہیں پڑھ سکتے تو اب آپ دس دس منٹ کی کچھ وڈیوز دیکھ کر ناظرہ قرآن روانی سے پڑھنا سیکھ سکتے ہیں۔ 4- اس زمانہ کے سب سے مشہور 4 قاری صاحبان قاری مشری صاحب قاری السدیس صاحب قاری عبدالباسط صاحب اور قاری عادل الکلبانی صاحب کی آواز میں پورے قرآن کی آڈیوز سن سکتے ہیں۔ 5- حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمۃ اللہ علیہ کا نعتیہ کلام 6- ذکر کرنے کا ایسا طریقہ جس سے آپ کا دل اور جسم کا ہر ذرہ اللہ کا ذکر کرنے لگے مکمل تفصیلات موجود۔ 7- پچھلے دس سال کے سالانہ اور ماہانہ روحانی اجتماعات آڈیو وڈیو بیانات کا خزانہ 8- اسلامی سوال جواب ٹی وی پروگرام المرشد کی تمام آڈیوز وڈیوز۔

9- سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کی تمام کتابیں اور 1981 سے آج تک کے تقریبا تمام المرشد میگزین پی-ڈی-ایف میں ڈاؤن لوڈ کے لیے موجود۔ جلسوں، جمعہ بیان، سالانہ، ماہانہ اجتماعات کے بیانات کی تازہ آڈیوز فورا ایپلیکیشن اور ویب سائیٹ پر آپ سن سکتے ہیں۔ آئی فون، ونڈوز موبائل اور کمپیوٹر والے حضرات یہ سب کچھ اوپر دی گئی ویب سائیٹ سے حاصل کر سکتے ہیں۔

آپ کی سہولت کے لیے سلسلہ کی کوئی بھی کتاب یا کسی بھی پارہ کی تفسیر پی-ڈی-ایف میں آپ کو اپنے وٹس ایپ پر چاہیے ہو تو اس نمبر پر کتاب کا نام یا پارہ نمبر بتا کر اپنے وٹس ایپ سے میسج کر کے حاصل کر سکتے ہیں۔ 03235205255

جلد ۶ | جمادی الثانی ۱۴۰۵ھ مطابق مارچ ۱۹۸۵ء | شمارہ ۶

دینی ● اصلاحی ● تصوف علم سلوک کا واحد مجلہ

اس شمارہ میں

اداریہ — مدیر

● اسرار التنزیل: حضرت مولانا محمد اکرم

● باتیں ان کی خوشبو خوشبو (ملفوظات) — حضرت المکرم رح

● طاقت کا اصل مرکز: مولانا سید ابوالحسن علی ندوی (انڈیا)

● الاعتدال فی متابعۃ الرجال، حضرت تھانوی رح

● تقویٰ: سید علی شاہ

● جو اماں ملی تو کہاں ملی: مولانا اللہ بخش زاہد ایم، اے

● افہام و تفہیم: مولانا محمد اکرم

● غزل: میجر فضل حسین فضل (مرحوم)

بیاد
حضرت المکرم مولانا
اللہ یار خان صاحب
رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست
حضرت مولانا
محمد اکرم صاحب مدظلہ

مدیر مسئول
پروفیسر
حافظ
عبدالرزاق
ایم، اے (عربی اسلامیات)

مدیران اعزازی
مولانا اللہ بخش زاہد
ایم، اے (معاشیات)
اور
ابوطلحہ

ماہنامہ المرشد

چکوال (جہلم) پاکستان

سالانہ چندہ ۔/۴۵ روپے
فی پرچہ ۔/۴ روپے

رابطہ کے لئے
"دار العرفان" منارہ (جہلم)

سول ایجنٹ: مدنی کتب خانہ گنپت روڈ لاہور

حافظ عبدالرزاق پبلشر نے منہاج الدین پرنٹر اصلاحی شرکت پرنٹنگ پریس نسبت روڈ لاہور سے چھپوا کر ماہنامہ دفتر المرشد الحسنات منزل چکوال (جہلم) سے شائع کیا

ماہنامہ طیّب دیوبند

امام العصر حضرت مولانا انور شاہ کاشمیریؒ اور حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیّب صاحبؒ

کی مشترکہ علمی یادگار

مدیر اعلیٰ
مولانا سید ازہر شاہ قیصر

مدیر مسئول
سید نسیم اختر شاہ قیصر

- دیوبند کی علمی دینی ثقافتی اور تحریری روایات علمبردار
- مسلمانوں کی موجودہ نسل کے لئے ایک نئی دعوتِ فکر
- ایک مقصدی رسالہ جسے صحیح الفکر علماء اور مفکرین کی ایک جماعت مرتب کر رہی ہے

ماہنامہ طیّب کے مطالعہ سے اپنی پوری زندگی میں فکر و نظر کی توانائی اور عرصۂ زندگی میں سعی و جہد کا ایک نیا خزانہ آپ پا سکتے ہیں۔

- پاکستان کے شائقین حضرات کے لئے سالانہ چندہ مبلغ پچاس روپے حضرت مولانا عطاء المحسن بخاری مدرسہ معمورہ دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان کے نام روانہ کر کے رسید ہمیں بھیج دیں۔ رسالہ جاری کر دیا جائے گا

پتہ: منیجر ماہنامہ "طیّب" دیوبند ضلع سہارنپور

ماہنامہ | الرشد | چکوال (جہلم)

جلد ۶ | مارچ ۱۹۸۵ء جمادی الثانی ۱۴۰۵ھ | شمارہ ۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

ادارایہ

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ

انتخابات کی مصروفیات جوبن پر ہیں۔ اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ قومی اسمبلی کے لئے (۱۱۵۵) اُمیدوار انتخاب لڑیں گے، ہر ایک کو ۴۰ ہزار روپیہ خرچ کرنے کی اجازت ہے۔ یعنی کوئی ساڑھے چار کروڑ روپیہ خرچ کرنے کی اجازت ہے۔ مگر جس رفتار سے اور جس فراخدلی سے روپیہ خرچ کیا رہا ہے وہ سرکاری اجازت سے دس گنا سے کیا کم ہوگی اور اگر اس مقدار کو مبالغہ سمجھا جائے تو پانچ گنا خرچ کرنا تو یقینی ہے یعنی قومی اسمبلی کے اُمیدوار کوئی ۲۵ کروڑ کے قریب روپیہ خرچ کر ہی دیں گے۔ اور صوبائی اسمبلیوں کے اُمیدواروں کے خرچ کا اندازہ بھی اتنا ہی ہو تو گویا انتخابات میں اُمیدوار حضرات ۵۰ کروڑ روپیہ سے کم کھلا کیا خرچ کریں گے۔

سوال یہ ہے کہ اس رقم کا مصرف کیا ہوگا ظاہر ہے کہ صرف ووٹروں کو پولنگ بوتھ پر لانے کے لئے تو اتنی رقم درکار نہیں ہوسکتی، لہذا اس کا مصرف لازماً یہ ہے کہ اُمیدوار حضرات کے کرنے کے تین اہم کام ہیں۔

۱۔ اپنے اپنے حلقۂ انتخاب میں پوسٹر اور بینر کثرت سے چسپاں کرائیں اور اپنے ووٹروں کو یہ باور کرائیں کہ " اَنَا خَیْرٌ مِنْہُ "

یعنی اس امر کی تشہیر کریں کہ "FORGET THE REST I AM THE BEST."
یعنی خود بینی خود پسندی خود نمائی اور خود پرستی میں کمال پیدا کرنے کے لئے دولت پانی کی طرح بہا ہیں۔ مگر اس کی ضرورت کیا ہے؟ کیا امیدوار اپنے حلقۂ انتخاب میں قیام پذیر نہیں؟ کیا لوگ اس کی عملی زندگی کے طور طریقوں سے واقف نہیں کیا اس کے کمالات اس کے اوصاف اور اس کی قابلیت اور لیاقت سے ناآشنا ہیں۔ اگر اس نے اپنے حلقہ میں رہ کر لوگوں کو اپنی عملی زندگی سے یہ ثابت نہیں کر دکھایا کہ واقعی وہ بہترین آدمی ہے؛ تو آج اس کی یہ ساری کاروائی جہاں خلافِ حقیقت ہے، تصنع اور بناوٹ ہے وہاں صریح دھوکا بازی بھی ہے۔ یعنی عوام کو دھوکا دینے کے لئے یہ سارا اہتمام ہو گا۔

۲۔ ووٹروں کو یہ باور کرانا کر ووٹ نفاذِ اسلام کے لئے ہو رہے ہیں۔ اور میں اسلام کو نافذ کرانے کے لئے اہل ترین آدمی ہوں۔
بات درست ہے مگر جو حضرات سامنے آ رہے ہیں اِلّا ماشاء اللہ بالعموم تو وہ ہیں جو "چٹے" ان پڑھ ہیں، کچھ تعلیم یافتہ ہیں۔ مگر دین کی تعلیم سے اتنے ہی بے بہرہ ہیں جتنا ایک عام ان پڑھ آدمی۔ اور کچھ دین کی معمولی شُدبُد رکھتے ہیں مگر اُن کی عملی زندگی ایسی ہے کہ "دین" زبانِ حال سے کہہ رہا ہے "مجھے میرے دوستوں سے بچاؤ" اور کچھ ایسے ہیں کہ ان کے حلقۂ انتخاب کا کوئی ایک فرد بھی شہادت نہیں دے سکتا کہ انہوں نے عمر بھر میں کبھی مسجد میں قدم بھی رکھا ہو۔ ظاہر ہے کہ جو لوگ اللہ سے اس قدر روٹھے ہوئے ہیں وہ اللہ کے دین کی کیا خدمت کریں گے۔ اور جو لوگ اپنے پانچ فٹ قد پر، اپنے مختصر سے کنبہ پر اسلام نافذ نہیں کر سکے وہ مُلک میں کیا خاک نافذ کریں گے۔ خرچ کی دوسری مد بھی گویا جھوٹ کی تشہیر کے سوا کچھ نہیں۔

یہ بات ہے عجیب مگر اس قوم کے دینی مذاق اور دین کی اہمیت کا وہ نقشہ جو صدر محترم نے حال ہی میں پیش کیا ہے سامنے رکھا جائے۔ تو تعجب کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ جناب صدر نے فرمایا۔ کہ ملک کے ۵۵ ہزار ائمہ مساجد میں سے صرف ۸ ہزار ایسے ہیں۔ دینی تعلیم کی سند اپنے پاس رکھتے ہیں۔ ۳۶ ہزار آئمہ مساجد نیم خوانده ہیں۔ یعنی زیادہ سے زیادہ قرآن مجید پڑھے ہوئے ہوں گے اور کچھ حصہ یاد بھی ہوگا اور گیارہ ہزار چٹے ان پڑھ ہیں۔ یعنی زیادہ سے زیادہ قرآن مجید کی آخری دس سورتیں اُلٹے سیدھے پڑھ لیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان ائمہ مساجد کا انتخاب اور تقرر قوم نے ہی کیا ہوگا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جو قوم خالص دینی عبادت کے لئے ۴۷ ہزار نااہلوں کو اپنا رہنما منتخب کر چکی وہ اگر خالص دنیوی معاملہ کے لئے جس پر خواہ دین کا لیبل لگا دیا جائے ایسے ممبر منتخب کرے جنہیں دین سے دُور کا واسطہ بھی نہ ہو تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے۔

۳۔ خرچ کی تیسری مد، ووٹروں کو یہ باور کرانا کہ ہیں قوم کا بے لوث خادم ہوں۔ اکبر الہ آبادی نے اصل راز کی بات بتادی کہ ؎

ممبری سے آپ پر تو وارنش ہو جائے گی
قوم کے حق میں کوئی اس سے شفا ہو یا نہ ہو

سوال یہ ہے کہ ممبر بننے سے پہلے اور ممبر بنے بغیر آپ کا قومی خدمت کا یہ جذبہ کیوں نہ اُبھر سکا۔ خدمتِ قوم کے لئے کونسی رکاوٹ آپ کے راستے میں حائل تھی؟ آپ نے کتنا وقت کتنا اثر و رسوخ اور کتنا مال مفادِ عامہ کے کسی کام میں خرچ کیا؟ ظاہر ہے کہ جواب نفی کے سوا کچھ نہیں لہٰذا خرچ کی یہ مد بھی جھوٹ اور جھوٹے وعدوں کے پروپیگنڈا کے بغیر کچھ نہیں۔

خیر چلیئے جو صورت بھی ہو، مارچ کی پہلی تاریخ کو یہ اُمیدواروں کی

دو جماعتوں میں بٹ جائیں گے۔ ایک وہ جو انتخاب جیت لیں گے۔ دوسرے وہ جو ہار جائیں گے اور جن کی تعداد زیادہ ہو گی۔ بلکہ جیتنے والوں سے کئی گنا۔

اب سوال یہ پیدا ہو گا کہ جو رقم خرچ کی اس کی باز یافت کی صورت کیا ہو۔ یہ تو ظاہر ہے کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ ان "مخیر" حضرات نے یہ رقم محض "فی سبیل اللہ" خرچ کی ہو۔ اس مادہ پرستی کے دور میں اس کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے۔ لہٰذا اس کے بغیر کسی صورت کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا کہ اس کی باز فت کی فکر نہ ہو۔ جو حضرات انتخاب جیت لیں گے ان کے لئے تو میدان وسیع ہے جیسا کہ گزشتہ ہر حکومت کے ہر بدلنے پر حالات سامنے آئے کہ جو جتنا بڑا ہے اسی انداز کے اس کے خلاف غبن ہیرا پھیری وغیرہ قسم کے مقدمات بنائے گئے۔ حتیٰ کہ جو وزیراعظم یا صدر رہے ان کے خلاف جو مقدمے بنے وہ سات ہندسوں کے آگے ہی نکل گئے مگر جو لوگ انتخاب ہار جائیں گے اور جن کی تعداد کئی گنا ہو گی وہ کیا کریں گے ان سے اظہار ہمدردی کے بغیر اور کیا کیا جا سکتا ہے یہ حالات تو ہوئے لیڈر حضرات کے جن کے متعلق اکبر نے کہا تھا ؎

بظاہر تھا براق راہ عرفاں
چو دم بر داشتم لیڈر بر آمد

اور ان کی سادگی کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے ؎

یوسف کو نہ سمجھے کہ حسیں بھی ہے جواں بھی ؛ شاید نرے لیڈر تھے زلیخا کے یہاں بھی

مگر قوم کے حصے میں کیا آئے گا وہ بھی اکبر ہی سے سُنئے ؎

عزیز لڑتے ہیں آپس میں یہ ستم کیا ہے ؛ خدا کی مار سے دونوں کی مار کم کیا ہے

خیر جو ہونا تھا ہو کے رہا۔ اب دیکھئے کہ ہمارے مہربان اسلام نافذ کرنے میں کتنی مستعدی اور جرأت کا ثبوت دیتے ہیں۔ اور محسن کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وفاداری کا اظہار کیونکر کرتے ہیں

اللھم انصرنا فانک خیر الناصرین

(مدیر)

اسرار التنزیل

حضرت مولانا محمد اکرم صاحب مدظلہٗ العالی

سورۃ النبأ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ اما بعد!

یہ سورۃ بلحاظ نزول مکی سورۃ ہے۔ اور بلحاظ ترتیب آخری پارہ کی پہلی سورۃ چونکہ ایمان بالآخرت ہی اعمال کے لئے بنیاد فراہم کرتا ہے اس لئے ابتدائی دنوں میں اکثر سورتیں آخرت کے اثبات میں نازل ہوئیں اور ترتیب قرآن میں یہ تقریباً سب سے آخر میں کیا کہ اصل تو آخرت پھل اور نیتجہ ہے تو اس سارے پارے میں زیادہ زور بیان اثبات آخرت پر ہے یوں تو اللہ کریم کا صرف اطلاع دے دینا ہی کافی تھا مگر اس نے اپنے فضل عیمم سے دلائل بیان فرمائے اور لوگوں کو جو عقل بخشی تھی اسے استعمال کرنے کا موقعہ نصیب فرمایا کہ کفار کی حالت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ کیا بات جاننا چاہتے ہیں، کیا اس بہت بڑے واقع کو جاننا چاہتے ہیں، جس کے بارے میں یہ مختلف الخیال ہیں اور اپنی نادانی سے طرح طرح کے فضول اعتراضات کرتے رہتے ہیں تو بات یہ ہے کہ یہ ایک قطعی امر ہے جو ضرور واقع ہوگا اور یہ یقیناً جان لیں گے۔ اس کے بعد دلائل بیان فرمائے کہ قیامت پہ شک تو دراصل قدرت باری پہ شک ہے کہ وہ ایسا کر نہیں سکتا۔ معاذ اللہ تم اپنے گرد وپیش کو دیکھو تو تمہیں قدرت باری کی بے شمار شہادتیں نظر آئیں۔ زمین ہی کو دیکھ لو ہم

نے اسے تمہارے لئے بچھونا بنا دیا ہے کہ باوجود اپنی بیضوی شکل کے ہر جگہ بچھونے کی طرح بچھی ہوئی ہے اور بادشاہ سے لے کر گدا تک سب کو جگہ دیتی ہے اور پھر اسی سے بڑے بڑے پہاڑ میخوں کی طرح گاڑ دیئے ہیں۔ جن کی بلندی اور مضبوطی کو دیکھو۔ اور پھر ان میں قدرت کی بے شمار صنعتوں کو دیکھو جو ہر لمحہ ظہور پذیر ہوتی ہیں، کس قدر چیزیں بنتی ہیں اور بگڑتی ہیں کتنی اشیاء ہر لمحہ فنا ہوتی اور کتنی نئی رونما ہوتی ہیں اور تم اپنی ذات اپنے وجود کو دیکھو کہ تمہیں جوڑے جوڑے پیدا فرمایا جسے چاہا مرد اور جسے چاہا عورت بنا دیا اور پھر اس جوڑے سے سلسلۂ تخلیق جاری رکھا جسے نہ مرد جانتا ہے نہ عورت مگر یہ صنعت جاری ہے۔ ایسا قادر ہے کہ جس پیٹ میں تخلیق انسانی کو انجام دیتا ہے خود وہ نہیں جانتا کہ میرے اندر کیا بن رہا ہے مرد یا عورت نیک یا بد خوبصورت یا بدصورت کیا ایسا قادر دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا جو نہ صرف پیدا کرتا ہے بلکہ ساری عمر اس کی حفاظت فرمائی ہے جس نے تمہارے لئے صرف نیند

ایک ایسی نعمت بنا دی ہے جو بلا تمیز شاہ و گدا سب کو عطا کی ہے اور سب کے لئے نہایت آرام اور جسم کی تعمیر کا سبب ہے اور دنیاوی مشاغل و افکار سے آرام و سکون بخشنے والی ہے اور رات کو آرام کا وقت اور دن کو کام کاج کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ اگر ہمیشہ رات رہتی تو یہ بھی مصیبت بن جاتی اور ہمیشہ کا دن بھی راحت بخش نہ ہوتا مگر اس نے کس قدر اہتمام فرمائے ہیں اور کتنی کمال کی صنعت ہے اس کی پھر ایسا قادر ہے کہ تمام تغیّر پذیر اجسام میں ایک آسمانی جرم ایسا پیدا کیا ہے جو سات تہوں میں نہایت مضبوطی سے جما ہوا ہے اور بغیر کسی تغیّر و تبدیلی کے قائم کھڑا یعنی ایسا قادر ہے کہ چاہے تو اجسام میں تغیّر پیدا فرمائے اور چاہے تو کسی کو ایک حال پہ قائم رکھے پھر تمہاری ساری دنیا کی رونق ایک چمکتے چراغ سے بنا دی ہے اور بچھڑنے والی بدلیوں سے طوفانی بارشوں کو نازل فرمایا ہے اور ان سب چیزوں کو تخلیق کے عمل کو جاری رکھنے کا سبب بنا دیا ہے یہ جو تمہارا خیال ہے کہ گلے سڑے جسم کس طرح تعمیر ہوں گے

تو دیکھو کہ پھلوں کو استعمال کے بعد پھینکی جانے والی گٹھلی سے اور خشک ہو کر اُڑ جانے والی گھاس پھوس سے کس طرح تناور درخت اور تازہ سبزے کو پیدا فرماتا ہے اور ہر طرف باغ اور ہریالی بچھا دیتا ہے۔ اسی طرح یہ پکی بات ہے کہ قیامت بھی صرف اپنے وقت کے انتظار میں ہے جب اس کا مقررہ وقت آئے گا تو جس طرح قطرۂ باراں ساری زمین میں تخلیقی قوتوں کو بیدار کرتا ہے اسی طرح صُور کی آواز تم سب کو نہ صرف زندہ کر دے گی بلکہ تم فوج در فوج بارگاہِ ایزدی میں چلے آؤ گے آسمان اپنی تمام مضبوطی کے باوجود پھٹ جائے گا اور اس میں دروازے ہو جائیں گے اور پہاڑ اپنی ساری بلندی کھو دیں گے اور ریت کے ذرّوں کی طرح اُڑتے پھریں گے۔ یہی فیصلہ کا دن ہو گا جسے جہنّم نے بھی تاک رکھا ہے۔ وہ جہنّم جو شریروں اور بدکاروں کا ٹھکانہ ہے۔ جس میں انہیں ایک نہ ختم ہونے والی مدّت قیام کرنا ہے اور جہاں انہیں اُخروی اور ابدی زندگی گزارنی ہے جہاں نہ کوئی آرام نام کی چیز ہے نہ لذت بلکہ کھولتا ہوا پانی اور زخمیوں کی پیپ انہیں پینے کو ملے گی کہ یہ ایسے لوگ ہیں جن کا آخرت پر کوئی ایمان نہ تھا اور انھیں اس حساب کی توقع ہی نہ تھی۔ اور میری کتاب اور میرے نبیؐ کے ساتھ ساتھ بے شمار نشان ہائے قدرت کا انکار کرتے تھے۔ ان کے یہ سارے کرتوت ہم نے لکھ رکھے ہیں۔ اب یہ ایسا درخت بویا ہے انہوں نے کہ جس پر شدت عذاب ہی کا پھل لگے گا۔ کیونکہ جس قدر فرصت انہیں دنیا میں نصیب ہوئی اس میں ان کا کفر دائمی ہے کہ اگر زندگی ہمیشہ کی ہوتی تو ہمیشہ اسی حال پر رہتے۔ مگر موت نے یہ صورتِ حال ختم کر دی اب اس کفر پہ مرتب ہونے والا عذاب ہمیشہ رہے گا اور چونکہ آخرت میں موت نہیں ہو گی بلکہ ابدی زندگی ہو گی سو عذاب بھی کبھی ختم نہ ہو گا بلکہ جس طرح دنیا میں مسلسل نافرمانی سے کفر میں ترقی کرتے تھے آخرت میں عذاب میں بھی روز افزوں شدت ہو گی۔ یہ معاملہ تو کفار کا تھا اب بات ان لوگوں کی ہے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے اور اطاعت و فرمانبرداری کی راہ

اپنا ئی یہی قیامت ان کے لیے خوشیاں اور راحتیں لانے کا سبب ہو گی اور وہ اپنی مراد کو پہنچیں گے۔ چھلکتے ہوئے جام ہم عمر جوان عورتیں خوشہ ہائے انگور اور گھنے باغ نصیب ہوں گے اور یہ سب تیرے پروردگار کی طرف سے اطاعت کے بدلہ میں ملے گا یعنی انسانی خواہشات کہ دوام حیات ہو صحت ہو زرق عام ہو اور زندگی کا کوئی بہترین ساتھی ہے ان کی تکمیل صرف جنت میں ہو گی اور اس طرح ہو گی کہ یہاں اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ اسے دینے والا اور عطا کرنے والا پروردگار عالم ہے جو نیک و بد مومن و کافر پہ نعمتیں لٹا رہا ہے جب آخرت میں صرف اطاعت شعاروں کو انعام بخشے گا تو کیا کچھ نہ دے گا بلکہ ایسا آرام دے گا جو دنیا کے برعکس رنج سے پاک ہو گا یہاں تو ہر پھول کے ساتھ کانٹے اور ہر آرام کے ساتھ دکھ لگا ہوا ہے مگر وہاں کوئی خلافِ مزاج بات بھی نہیں سنیں گے نہ فضول باتیں ہوں گی اور نہ جھوٹ اور کیوں نہ ہو یہ ایسے عظیم پروردگار کا عطیہ ہے جو تمام زمینوں آسمانوں اور جو کچھ ان میں ہے سب کا پالنے والا ہے اور بہت بڑی رحمت والا ہے ؎

دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ بادشاہاں نظر داری

جس کے خوانِ نعمت پہ سارا جہان پل رہا ہے جس کی رحمت بے پایاں اور جس کی شان بہت بلند ہے کہ کوئی اس سے بات کرنے کی جرأت نہیں رکھتا جب اس کی بارگاہ میں پیشی ہو گی تمام ذی الارواح اور فرشتے تک دست بستہ قطاروں میں کھڑے ہوں گے اور کوئی بغیر اس کی اجازت کے لب نہ ہلا سکے گا اور جو کوئی اس کی اجازت سے بات کرے گا وہ حق اور درست بات عرض کرے گا یعنی تمام مخلوق اپنی بے بسی اور خالق کی عظمت کا نہ صرف نظارہ کر رہی ہو گی بلکہ اس کی منہ بولتی تصویر ہو گی یہ روز یقینی اور برحق ہے سو جو بھی چاہے اپنے رب کی بارگاہ میں اپنا ٹھکانا بنا لے کہ دنیا دار عمل ہے اور انسان کو اختیار ہے کہ نیک و بد میں سے ایک راہ اختیار کرے سو

ہم نے اپنے کمال رحمت سے تمہیں ایسے عذاب سے بروقت مطلع کر دیا ہے جو سب کے سروں پر لٹک رہا ہے یعنی بہت قریب ہے کہ ادھر دم نکلا ادھر اس سے سابقہ پڑ گیا اور اس سے بچنے کے لئے صرف اللہ کی پناہ درکار ہے جو تم آج حاصل کر سکتے ہو ورنہ وہ دن بے حد سخت ہے اس قدر اس روز اپنے اعمال ہر کسی کے ساتھ ہوں گے۔ اور کافر اپنے اعمال کفر یہ کو دیکھ کر ایسا خوف زدہ ہو گا کہ تمنا کرے گا کہ کاش مجھے فنا کر کے مٹی میں ملا دیا جائے۔ حالانکہ طبعی طور پر تو ہر انسان کو زندگی عزیز ہے اور پھر ابدی زندگی کس قدر عظیمہ نعمت ہے مگر کفر ایسی بڑی مصیبت ہے کہ یہ نعمت کی بجائے سخت عذاب بن گئی اور سب سے بڑی خواہش اسی سے پیچھا چھڑانے کی کر رہا ہو گا۔

واللہ اعلم

ضروری اطلاع

آپ کے ہاتھ میں یہ اس سال کا چھٹا شمارہ ہے اگر آپ نے نئے سال کا چندہ مبلغ ۴۵/ روپے ابھی تک ارسال نہیں فرمایا تو براہ کرم آج ہی ارسال فرمائیں ورنہ اگلا شمارہ بذریعہ وی۔پی ارسال کیا جائے گا۔ اس طرح آپ کو تین روپے زائد ادا کرنے پڑیں گے خدانخواستہ اگر آپ نے "المرشد" کی خریداری کا ارادہ ترک کر دیا ہو تو اس صورت میں بھی آج ہی اطلاع دیجیے تاکہ ہم آپ کے لئے ذہنی کوفت کا سبب نہ بنیں۔

مدیر

باتیں اُن کی
خُوشبو خُوشبو

ملفوظات
اُستاد المکرّم حضرت مولانا
اللہ یار خان صاحب رحمتہ اللہ علیہ

نماز کی پابندی کرنی پڑے گی بیعت کا معنی ہی ہے کسی سے عہد لینا اور کسی کو عہد دینا آپ نے میرے ساتھ عہد کیا ہے وعدہ کیا ہے میں نے آپ سے وعدہ لیا ہے وعدہ اس لئے لیا ہے کہ اللہ اور رسول ؐ کے احکام کی پابندی کریں گے اللہ اور رسول کے حکم جو ہیں اُن کو سر اور آنکھوں پر رکھیں گے۔ اُن میں سب سے بڑی چیز نماز ہے، نماز کی پابندی کا خیال رکھنا ایسا نہ ہو کہ نماز چھوٹ جائے بلکہ سب سے بہتر یہ ہوتا ہے نماز اوّل عمر میں ضائع ہوتی رہتی ہے۔ پہلی جو نمازیں ضائع ہو چکی ہیں ان کو لوٹانے کی بھی کوشش کی جائے ہر نماز کے ساتھ اگر ایک نماز لوٹا لی جائے قضا کر لی جائے تو اس میں کوئی اتنا حرج نہیں بلکہ نفل چھوڑ دینے چاہئیں اور فرائض جو ہیں جو رہ چکے ہیں ترک ہو چکے ہیں یا پہلے قضا کر چکے ہو اُن کو لوٹانا چاہیئے۔ نوافل کے متعلق باز پُرس نہ ہوسی۔ میدانِ قیامت میں باز پُرس نہ ہو گی کیونکہ یہ ترقی درجات کے لئے ہوتے ہیں۔ فرائض کے متعلق آپ سے باز پُرس ہو گی۔ آپ نے کیوں چھوڑے ہیں اور ان کی جزا سزا بھی ملے گی۔ میدانِ قیامت میں سب سے پہلے مسئلہ بارگاہِ الٰہی میں نماز کا پیش ہوگا، فرشتے کو حکم ہوگا کیا فرائض اس کے پورے ہیں اگر پورے ہوئے تو فبہا نجات ہو گئی اگر نہیں تو نفلوں اور سُنتوں کی سو رکعت ملا کر ایک رکعت فرض کی بنے گی۔ دو سو رکعت

سے صبح کے دو فرض پورے ہوں گے دو رکعتیں دو سو رکعت نفلوں کی ہوں گی
اسی طرح علیٰ ہذا القیاس اگر اسے نوافل اور سنتوں سے فرائض پورے ہوگئے
تو نا بھا نہیں تو ستّر ہزار سال ایک رکعت کے بدلے میں جہنم ہے۔ سزا یہ ہے
معاف کر دے تو اس کو پوچھنے والا کوئی نہیں۔ لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون
"مجھ سے کوئی نہیں پوچھ سکتا کہ تم نے ایسا کیوں کیا۔ لیکن میں ضرور پوچھوں گا"
ولنسئلن الذین ارسل الیھم ولنسئلن المرسلین "ہم رسولوں سے بھی پوچھیں
گے، ان سے بھی پوچھیں گے جن کی طرف رسول کو بھیجا گیا کہ تم نے کیا عمل کیا۔
تبلیغ کی انہوں نے کیا جواب دیا"

اس لئے نماز کی پوری پوری پابندی کرنی، نماز دین کا سر ہے دیکھو
نا علماء کا طبقہ کیونکہ دین کے خادم دو ہی طبقے ہیں، یا علماء کا یا صوفیا کا
علماء بدنام ہو چکے ہیں۔ میری کوشش یہی ہے کہ اب خدا کے لئے اولیاء اللہ
اور صوفیاء کی جماعت کو بدنام نہ کریں ایسا نہ ہو کہ جماعت پر طعن شروع ہو
جائیں یہ بے نماز ہیں یہ زانی ہیں یہ سود خور ہیں یہ جھوٹے ہیں یہ ایسے ہیں
یہ ویسے ہیں، ایسا نہ ہو۔ کچھ اُس کی ہیبت دل پر طاری کرنی چاہیئے کہ ہیبت
طاری ہو جائے کہ اللہ کے نیک بندوں کو میں بدنام کر رہا ہوں۔

تاریخ میں واقع آتا ہے کہ اورنگ زیب بادشاہ نے اعلان کیا تھا
اگر کوئی شخص مجھے دھوکا دے دے میں دو ہزار سونے کی اشرفی کا دو بقیہ ال
اُسے دے دوں گا۔ انعام میں۔ ایک میراثی لاہور میں رہنے والا ایک
بڑی داڑھی بنالی مصنوعی بڑے بڑے لمبے بال بنوا لیئے بڑا پگوڑ
باندھ لیا بڑا تسبیح گلے میں ڈال لی عصا ہاتھ میں لے لیا اورنگ زیب
کے دربار میں جاکر بیٹھ گیا اورنگ زیب نے دیکھا دیکھ کے کہنے لگا تُوں
فلاں میراثی نہیں؟ اس کا وہ داؤ تو نہ چلا اس نے وہاں سے اُٹھ کے دہلی
کے مضافات میں جنگل میں جا کر کے ایک بھورا کھود کر کے زمین میں گڑھا

کھود کر کے اُس میں گھاس وغیرہ ڈال کر کے وہاں اُس نے اللہ اللہ شروع کر دی اتنی اس کی شہرت ہوئی کہ آخر شکار کے بہانے اورنگ زیب کو بھی اس کی ملاقات کو جانا پڑا۔ اورنگ زیب جس وقت گیا تو خیمہ اس نے لگا کر پہلے وزیراعظم کو بھیجا کہ جا اس بزرگ کو مل اور کچھ دے بھی آ۔ اُس نے پانچ تھیلی سونے کی اشرفی پیش کی اس نے لینے سے انکار کر دیا۔ کہ میں نہیں لیتا لے جا۔ آخر کار اورنگ زیب کو خود جانا پڑا۔ اس نے بھی چار پانچ تھیلیاں سونے کی سامنے رکھ دیں لیکن اس نے تھیلیاں نہ لیں۔ اورنگ زیب جس وقت آکر اپنے خیمے میں بیٹھا اور کہنے لگا کہ میں فلانا میراثی ہوں جس وقت تم نے مجھے کہا تھا کہ تم فلانے میراثی نہیں اسی وقت سے میں یہاں چلا آیا ہوں۔ اور یہاں آکر میں نے قیام کر لیا ہے۔ اورنگ زیب نے اس سے پوچھا آپ بات بتائیں، آپ نے یہ جو سارا پکھنڈ بنایا ہے دو تھیلیاں سونے کی لینے کے لئے دو ہزار کی تھیلیاں لینے کے لئے آج آپ کو تو دس تھیلیاں سونے کی دے رہے تھے نہ لینے کی علت مجھے بتائیے کہنے لگا بات صحیح پوچھتے ہو جس وقت سے میں آکر یہاں بیٹھا ہوں اور اللہ اللہ شروع کی ہے میرے دل و دماغ پر یہ رُعب چھا گیا ہے کہ اللہ کے بندوں کی شکل بنا کے یہ نمونہ بنا کے دھوکا بازی نہ کرنا۔ میرے دل پر ہیبت چھا چکی ہے۔ اس لئے مجھے آپ کی تھیلیوں کی ضرورت ہے نہ کسی کی وہاں سے اس جگہ کو چھوڑ کر کے اور جگہ پر آیا ہوں۔ تو اس لئے کم از کم میرا فرض ہے کہ ہم اُن لوگوں کے پیچھے چلنے والے ہیں اور نام کیا ہے صوفیوں کی جماعت ہے نیکوں کی جماعت، ایسا نہ ہو کہ کام ہمارا کوئی اور ہو۔

نماز کی پابندی پوری کرنی اس کے بعد پیٹ کو حرام سے بچانے کی کوشش کرنی زبان کو جھوٹ سے بچانے کی کوشش کرنی۔ اور نفی اثبات نسانی ذکر لا الٰہ الا اللہ کثرت سے چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے کرنا نماز کے

بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا کرنا، رات کو جس وقت سونے لگو دس دفعہ کم از کم لا الٰہ الا اللہ۔ لا الٰہ الا اللہ۔ لا الٰہ الا اللہ پڑھ کے گیارہویں دفعہ محمد رسول اللہ ملا لو۔ سورۃ اخلاص قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد یہ ضرور پڑھ لیا کریں کم از کم تین دفعہ پڑھی جائے زیادہ جتنی پڑھ لی جائے اور ایک تسبیح ضروری ہے استغفار کی پڑھ لیا کریں۔ اس میں بہت ساری چیزیں ہیں۔

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک آدمی آیا اُس نے کہا حضرت میں بہت تنگ دست ہوں کوئی کھانے پینے کی چیز میرے پاس نہیں کوئی خرچہ نہیں ہے آپ نے فرمایا استغفار زیادہ پڑھا کرو وہ چلا گیا دوسرا آدمی آیا اُس نے کہا حضرت میری اولاد کوئی نہیں دعا کرو فرمایا استغفار زیادہ پڑھا کرو۔ وہ بھی چلا گیا۔ تیسرا آدمی آیا اس نے کہا قحط سالی ہمارے علاقہ میں بڑی ہے۔ بہت ہی تکلیف ہے بارش نہیں ہوئی۔ آپ نے فرمایا استغفار زیادہ پڑھا کرو وہ بھی چلا گیا۔ چوتھا آدمی آیا اُس نے کہا حضرت میرا باغیچہ سرسبز تھا پانی نہیں رہا پانی نہ ہونے کی وجہ سے خراب ہو گیا۔ اور جل چکا ہے۔ آپ نے فرمایا استغفار زیادہ پڑھا کرو۔ وہ چلے گئے۔ شاگردوں نے پوچھا حضرت یہ کیا بات ہے سب کو ایک ہی بات استغفار پڑھو، استغفار پڑھو کوئی سوال تو اولاد کا کر رہا ہے، کوئی رزق کی تنگدستی کا کر رہا ہے، کوئی باغیچہ کے جل جانے کا، کوئی قحط سالی کا۔ وظیفہ ایک ہی ہے استغفار کا۔

فرمایا قرآن کریم میں آتا ہے کہ نوح علیہ السلام کی قوم کا حال کہ انہیں استغفار کی تلقین کی۔

چار چیزیں قرآن کریم نے بیان کی ہیں اے نوح علیہ السلام آپ ان سے کہہ دیں کہ قحط سالی میں یا تکلیف میں ہیں تو استغفار پڑھیں۔

اللہ کی بارگاہ میں کافر کفر سے توبہ کر کے استغفار پڑھیں یمددکم
باموالٍ میں ان کی امداد مال سے کروں گا۔ رزق کی تنگی نہ رہے گی، اولاد
بہت دوں گا۔ اس کی اولاد بڑی کثیر تعداد میں پھیلے گی۔ آسمان سے پانی
پے درپے بھیجے گا۔ اور وادیاں، ندیاں بھر بھر کے بہتی ہوں گی اور
میں ان کے باغیچوں کو سرسبز کردوں گا اور نہریں جاری کردوں گا
یہ استغفار کی خاص خاص برکتیں ہیں، تنگدستی کا علاج ہے اولاد
نہیں ہوتی اس کا علاج ہے ان ساری چیزوں کا علاج استغفار کا
کثرت سے پڑھنا ہے یہ خاکروب ہے دل کو صاف کرتے کے لئے
دل پر جو میل ہوتی ہے اس کو صاف کر دیتی ہے۔

باقی گھر والوں کو تلقین نماز کی کرنا کوئی آدمی آ کے ساتھ بیٹھے
اس کو تلقین کیا کریں۔ بچوں کو نماز کی لا الہ الا اللہ پڑھانا ابتدائیں
دین کی تعلیم، کالجوں سکولوں میں پڑھاؤ کم از کم ابتدائی دین کی تعلیم
ہو۔ اچھا جاؤ۔

عبادت کی قبولیت کا دارومدار

اکلِ حلال پر ہے

یعنی حلال روزی کمانا اور اس کو
کھا کر عبادت کرنا

حلال روزی پیدا کرنا بذات
خود ایک بڑی نیکی ہے

طاقت کا اصل مرکز قوتِ ایمانی اور کردار ہوتا ہے!

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ اس وقت عالم اسلام کی سب سے بڑی علمی شخصیت ہیں، جنھیں عرب اور عجم دونوں نہایت احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں اور آپکی علمیت کا لوہا مانتے ہیں عالم اسلام کو بجا طور پر آپ پر ناز ہے آپ کی اردو، انگریزی اور عربی زبان میں تصانیف دنیا کے کونے کونے میں موجود ہیں اور اسلام کی دعوت کو عام کرنے اور مستحکم کرنے میں اہم کردار ادا کر رہی ہیں آپ کی پورے عالم اسلام پر یقیناً گہری نظر ہے ماہِ شعبان ۱۴۰۴ھ کے آخری ہفتے میں حضرت مولانا کراچی تشریف لائے اس وقت اخبار جنگ کراچی نے مولانا سے ایک خصوصی انٹرویو لیا جس میں مولانا نے بہت ہی بصیرت کے ساتھ پورے عالم اسلام خصوصاً پاکستان کے بارے میں اپنے ذرین خیالات کا اظہار فرمایا "البلاغ" کے قارئین کی دلچسپی کے لئے انٹرویو شائع کیا جا رہا ہے۔ (فاروق القاسمی)

سوال: اس وقت اسلامی دنیا کی مجموعی صورتِ حال کیسی ہے، اس کا ایک تجزیاتی جائزہ!

جواب: میں خود کو ابھی تک طالب علم ہی سمجھتا ہوں جہاں تک عالم اسلام کے بارے میں جائزہ لینے کا سوال ہے۔

یہ فی الحقیقت ایک بڑی ذمہ داری کی بات ہے اور اس پر مختصر طور پر تبصرہ کرنا بھی بڑا مشکل ہے۔ عالم اسلام متضاد حقیقتوں کا نام ہے، عالم اسلام کی طاقت اس کی اثر انگیزی کی صلاحیت اور کردار ادا کرنے کا نام ہے، اس کے مختلف پہلو ہیں جن کے جائزے اور جن پر نگاہ ڈالے بغیر دُنیائے اسلام کا حقیقی تجزیہ نہیں کیا جا سکتا۔ امت اسلامی دُنیا کی خیر و برکت اور اس کی امامت کے لئے بھیجی گئی ہے یہی اس کی بعثت کا مقصد ہے اس لحاظ سے دیکھا جائے تو ملت اسلامیہ کی بڑی

اہمیت ہے اور اس کا بلند مقام ہے لیکن جہاں تک موجودہ صورتِ حال کی حقیقتوں کا تعلق ہے عالمِ اسلام مختلف مجبوریوں اور کمزوریوں کی وجہ سے وہ کردار ادا نہیں کرسکا جو اسے کرنا چاہیئے تھا۔ بلکہ بعض اوقات یہ خیال ہونے لگتا ہے کہ عالمِ اسلام کہیں فن عروض کے اس بحر کی طرح تو نہیں کہ جس کی تمام وسعتوں کے باوجود اس میں پانی کا ایک قطرہ تک نہیں ہوتا۔ عالمِ اسلام جہاں اس وقت بڑے انتشار میں مبتلا ہے وہاں دوسری طرف نمایاں بیداری بھی ہے اور اسلامی شعور بھی اپنا کام کر رہا ہے مگر ساتھ ساتھ بعض دوسری طاقتیں اسے بے دست و پا بنائے ہوئے ہیں، اور کسی صحیح اور صحت مند تحریک اور با اثر صحیح الخیال شخصیت کو اُبھرنے کا موقع نہیں دیتیں اور کہیں اس کے اثرات نظر آتے ہیں اور کوئی بڑی شخصیت یا تحریک نظر آتی ہے تو یہ بڑی طاقتیں ایسی تحریکوں اور ایسی شخصیت کا کسی طریقہ سے اور اس ملک میں اپنی زیر اثر قوتوں کے ذریعے خاتمہ کرادیتی ہیں۔ عالمِ اسلام کے لئے انسانیت کی خدمت کرنے کے اس وقت بڑے امکانات ہیں اگر وہ اس انتشار سے محفوظ ہو جائے جو اس کے اندر پایا

جاتا ہے۔ اکثر ممالک کا حال یہ ہے کہ وہاں قائدین اور رہنماؤں کی طاقتیں اس ملک کے عوام کے ایمانی جذبے، صحیح اسلامی شعور اور اسلامی جذبے کو دباتے یا ختم کرنے میں صرف ہو رہی ہیں اور اس ملک کی سیاسی قیادتوں یا غیر اسلام پسند قوتوں کی قوت عمل، صلاحیت اور ذہانت عوام کے اندر خصوصاً نوجوانوں میں پائی جانے والی بیداری کو ختم کرنے پر صرف ہو رہی ہیں، ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ یہ سیاسی قیادتیں کسی غیر ملکی طاقت یا دشمن اسلام کیمپ کا مقابلہ کریں وہ اپنے عوام ہی کے جذبۂ اسلامی کو کچلنے کے درپے ہیں خاص طور پر ممالک عربیہ میں صورتِ حال بہت نمایاں ہے وہاں اصل کس مکش یا اصل معرکہ وہاں کی سیاسی طاقتوں، حکومتوں اور عوام کے درمیان ہے اور اس طرح اپنی قوتِ کار اور اپنی توانائی کو ضائع کرنے کا کام ہو رہا ہے اور دنیا کی سب سے بڑی اس طاقت کو اس طرح مفلوج بنایا جا رہا ہے جس نے دنیا میں انقلاب برپا کیا جا رہا تھا اور جواب بھی انقلاب برپا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے اسے اس کے اصل جذبۂ ایمانی اور جذبۂ انقلابی سے محروم کرنے پر پوری قوت اور توانائی صرف ہو رہی ہے جو نہ صرف عالمِ اسلام

کے لئے بلکہ عالمِ انسانیت کے لئے بہت بڑا المیہ ہے۔ تاہم اس صورتِ حال کا ایک روشن پہلو یہ ہے کہ پورے عالمِ اسلام میں اسلامی بیداری کی لہر موجود ہے اور یہ جذبہ خصوصیت کے ساتھ نوجوانوں میں بتدریج بڑھ رہا ہے اور اس بیداری کے آثار ہر جگہ نمایاں ہو کر سامنے آ رہے ہیں۔ کچھ ایسے اسباب پیدا ہوئے اور کچھ پچھلے ۵۰/۶۰ برسوں کے دوران اسلامی دعوت نے ایسا کام کیا اور ایسا طاقتور لٹریچر تیار کیا۔ خاص طور پر ممالک عربیہ میں اس بیداری اور اسلامی لٹریچر نے اپنا واضح اثر چھوڑا اور یہ بیداری، اور اسلامی شعور و جذب اتنا راسخ ہو چکا ہے اور اپنی جڑیں مضبوط کر چکا ہے کہ اس کو ختم کرنا اب ممکن نہیں رہا۔

سوال: عالمِ اسلام اس وقت متعدد خطرات سے دوچار ہے جن میں کمیونزم اور قومیت کے خطرات زیادہ اہم ہیں۔ ان کا مقابلہ کرنے کے لئے اسلامی ممالک اور مسلمانوں کو کیا طریقہ کار اختیار کرنا چاہیے۔

جواب: سب سے بڑا خطرہ مسلمانوں میں تخریبی کوششوں کے قبول کرنے کی صلاحیت کا خطرہ ہے جو ان کے شعور کے پوری طرح بیدار نہ ہونے کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے اور اس کے نتیجے میں انسان اپنے نفع و نقصان کو سمجھے بغیر تخریبی قوتوں کا تر نوالہ بن جاتا ہے یہ وہ خطرہ ہے خطرہ ہے جیسے کسی مریض میں مرض کی صلاحیت ہوتی ہے اور اس میں مقابلے کی طاقت اور صلاحیت موجود نہ ہو یا کمزور پڑ جائے اور اس کا بیماریوں کو رفع کرنے کا مزاج کمزور پڑ جائے اور اس کی وجہ سے وہ بیماریوں کی مزاحمت نہ کر سکے اور اپنی صحت کے مزاج کو قائم رکھ سکے، میں کسی خاص فلسفے یا دعوت کا نام نہیں لوں گا۔ میں مسلمانوں کی اس کمزوری کو اصل میں باعثِ تشویش سمجھتا ہوں کہ ان میں غلط خلافِ اسلام اور تخریبی باتوں کو قبول کرنے کی صلاحیت اور اہلیت پائی جاتی ہے، جب تک یہ صلاحیت موجود رہے گی اس وقت تک اطمینان نہیں کیا جا سکتا یعنی مزاج کا صالح ہونا اور مقابلہ کی طاقت رکھنا ہی کسی جماعت، ملت اور ملک کے لئے اس بات کی ضمانت ہے کہ اس میں کوئی تخریبی قوت، خرابی پیدا نہیں کر سکتی اگر اس میں صالح مزاج نہ ہو، اس میں کجی پیدا ہو گئی ہے جس کو قرآن میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ جب انہیں سیدھا راستہ اختیار نہیں کر سکتے، اور اگر وہ دیکھتے بھی ہیں تو اسے صحیح راستہ سمجھ کر اس کا انتخاب نہیں کرتے اور اگر ان کو ٹیڑھا راستہ

نظر آتا ہے تو اسے فوراً اختیار کر لیتے ہیں جس گروہ میں یہ صلاحیت ہے کہ غلط چیز میں اس کا ذہن فوراً چل جائے اور اس کو قبول کرنے میں کوئی رکاوٹ محسوس نہ ہو تو یہ بڑے خطرے کی بات ہے۔

سوال: اس کے اسباب کیا ہیں کہ مسلمان ایک ارب کی تعداد میں ہونے کے باوجود ایک چھوٹی سی اسرائیلی ریاست کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور قبلہ اوّل کو یہودی قبضہ سے آزاد نہیں کرا سکے جو بہت بڑا المیہ ہے

جواب: میرے نزدیک حدیث کی روشنی میں یہ بات بالکل قابلِ تعجب نہیں ہے اور قرآن اور صحیح احادیث میں اس بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے موجودہ صورتِ حال اس کے مطابق ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک زمانہ آنے والا ہے اور عنقریب آئے گا کہ جب ہمارے خلاف قومیں اس طرح جمع ہو جائیں گی جس طرح بھوکے کھانے کے کسی طباق کے اردگرد ہو جاتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے جب دریافت کیا کہ کیا اس وقت ہماری تعداد کم ہو گی، حضورؐ نے جواب دیا۔ نہیں تمہاری تعداد کم نہیں ہو گی تم تعداد میں بہت زیادہ ہو گے لیکن تمہارا وزن نہیں ہو گا۔ جس طرح سیلاب اپنے ساتھ کوڑا کرکٹ بہا کر لاتا ہے اور اس کا کوئی وزن نہیں ہوتا اور ایک لہر آتی ہے اور سب کو بہا کرلے جاتی ہے تم اس طرح رہ جاؤ گے۔ اصل میں مسلمانوں اور ملّتوں کی طاقت کا اصل مرکز، ان کی قوتِ ایمانی، ان کی سیرت اور کردار ہوتا ہے چنانچہ قرآن مجید میں بتایا گیا ہے کہ کامیابی کا معاملہ ذات پر نہیں صفات پر ہے۔ کہا گیا کہ تم ہی سربلند رہو گے اگر تم ایمان کی صفت سے متصف رہے، قوموں کی تاریخ اور تقدیر دونوں یہ بتاتی ہیں کہ تعداد کی کوئی اہمیت نہیں، پوری تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ ایک چھوٹی سی تعداد بڑی تعداد پر غالب آ گئی۔ اس کا ذکر قرآن بھی آتا ہے کہ کتنی بار ایسا ہوا ہے کہ ایک چھوٹی سی تعداد اور گروہ نے بہت بڑی تعداد پر اثر ڈالا اور اس پر غلبہ حاصل کر لیا مسلمانوں کی اصل طاقت ان کی قوتِ ایمانی تھی اور ان کے کردار، سیرت و کردار، ان کا خدا سے تعلق، صحیح مقاصد۔ صالح مقاصد اور ان کے لئے جدو جہد کی صلاحیت جب تک موجود رہی ہے تو دنیا کی تمام قوتوں پر فتح پاتے رہے ہیں، اور جب یہ چیز جاتی رہی یا کمزور پڑ گئی تو مسلمانوں کی تعداد بے اثر ہو گئی۔ اسرائیل اور یہودیوں کا

معاملہ یہ ہے کہ وہ ہمارے نزدیک ایک معتوب اور مغضوب علیہم ہیں، لیکن خدا کا تکوینی قانون اس عالم میں کارفرما ہے اور اکثر واقعات اسی کے زیر اثر پیش آتے ہیں۔ اس کے لحاظ سے ان کے اندر وہ جذبہ پیدا ہوگیا جو جذبہ تعداد پر غالب آجایا کرتا ہے وہ اسی جذبہ کا کرشمہ ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں اور اس کے گرد و پیش جو مسلمان حکومتیں ہیں، ان کے عوام میں یہ جذبہ پایا جائے تو پایا جائے۔ ان کی اکثریت میں یہ جذبہ موجود نہیں ہے اس لئے بڑی تعداد میں ہوتے کے باوجود مسلمان اس جذبے کی کمی کی وجہ سے مختصر سی یہودی طاقت پر کبھی غلبہ نہیں کر پا رہے ہیں۔ یہ بالکل قانونِ فطرت ہے۔

سوال: اتحاد عالم اسلامی اب تک کیوں پیدا نہیں ہوا۔ اس کے لئے کی جانے والی کوشش کیوں کامیاب نہیں ہو سکیں اور ان میں کیا کمی رہ گئی ہے؟ اس مقصد کے لئے متعدد عالمی تنظیمی مؤتمر اور رابطہ یہ کیوں کامیاب نہیں ہوئیں؟ جس کی وجہ سے وہ نتائج برآمد نہیں ہوئے؟

جواب: یہ کوششیں بے نتیجہ تو نہیں رہیں لیکن ان کے جو نتائج نکلنے چاہیئے تھے وہ حاصل نہیں ہوئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کوئی ایسی ذات اور گروہ ایسی ذات اور گروہ ایسا موجود نہیں ہے کہ جس کو اعتماد اور محبوبیت اور کامل درجے کا اخلاص حاصل ہو، صلاح الدین ایوبی کی مثال سامنے رکھیں تو معلوم ہوگا کہ مختلف عناصر اور مختلف ممالک کے مسلمانوں کو انہوں نے ایک جھنڈے کے نیچے جمع کر دیا اس لئے کہ ان میں وہ جذبۂ ایمانی طاری تھا، ان کی حالت اس ماں کی طرح تھی جس کے اکلوتے بچے کو ذبح کر کے اسی کی گود میں ڈال دیا جائے اور جس طرح وہ ماں بیقرار ہو جاتی ہے اسی طرح وہ فلسطینیوں اور قبلۂ اوّل کو آزاد کرانے اور مسلمانوں کو خطرے سے بچانے کے لئے نہ صرف بیقرار ہو جاتے ہیں بلکہ ان پر ایک عجیب قسم کی والہانہ کیفیت طاری رہتی تھی۔ لیکن آج کوئی پرکشش شخصیت یا طاقتور قیادت موجود نہیں ہے۔

سوال: اقلیتی ممالک جہاں مسلمان آزادی کی جدو جہد کر رہے ہیں وہاں ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ مسلمانوں میں اسلامی رجحانات غالب ہوتے لیکن اس کے برعکس وہاں تخریبی اور کسی حد تک غیر اسلامی رجحانات پائے جاتے ہیں اور ان کا جھکاؤ زیادہ تر لیفٹ

کی جانب ہے مثلاً فلپائن اور فلسطین کی مثال لیجیئے اس کی آخر کیا وجہ ہے۔؟

جواب: فلسطینوں اور بعض دوسرے ممالک میں یہی جو بے چینی پائی جاتی ہے ان میں اکثر وہ ہیں وہ بڑی طاقتوں سے مایوس ہو گئے ہیں اور ردِ عمل کے طور پر ان میں ہر ایسی چیز کو قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہو گئی ہے جو ان کو کچھ بھی سکون دے سکے۔ ان کو حالات کی گہرائی میں جا کر تجزیہ کرنے کی فرصت نہیں ہوتی اور وہ ہر ایسے تخریبی فلسفے اور تحریک کو جو ان کے جذبات کی تسکین کرے انہیں اُمید دلائے اسے قبول کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں وہاں کے غیر معمولی حالات کی وجہ سے ان میں غیر معمولی قوتِ مقابلہ پیدا ہو گئی ہے اور اپنے اسلامی تشخص کو برقرار رکھنے کا ایسا طاقتور جذبہ پیدا ہو گیا ہے جو مسلم اکثریت رکھنے والے ممالک میں بھی موجود نہیں ہے میں نام لئے بغیر کہوں گا کہ بعض مسلم اقلیت والے ایسے ملک بھی ہیں کہ ان کے اندر ایسی دینداری اور اپنے اسلامی تشخص کو برقرار رکھنے اور اپنے اسلامی پرسنل لاٗ کے تحفظ کے لیئے دینی تعلیم کے نظام کو نہ صرف باقی رکھنے بلکہ اسے مزید ترقی دینے کا ایک ایسا جذبہ پیدا ہو گیا ہے جو اکثریتی مسلمان آبادی رکھنے والے ممالک میں بھی مفقود ہے۔

سوال: مسلمانوں میں موجودہ انتشار کی غالباً ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کسی ایک بھی اسلامی ملک میں صحیح معنوں میں اسلامی حکومت قائم نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ایسی قیادت موجود ہے جو سب کے لیئے قابلِ قبول ہو اور جس میں کچھ کرنے کی اُمنگ اور جذبہ موجود ہو، اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے عالم اسلام میں آپ کی نگاہ کس ملک پر جاتی ہے جہاں اسلامی نظام کے نفاذ کا تجربہ کیا جائے اور وہ پورے عالمِ اسلام کے لیئے رہنمائی اور قیادت فراہم کرنے کا ذریعہ ہو۔

جواب: میرے نزدیک مسلمانوں کی موجودہ صورتِ حال اور ان کی بے وزنی کی سب سے بڑی وجہ خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ہے اور میں جس قدر اس پر غور کرتا ہوں اتنا ہی مجھے نظر آتا ہے کہ خلافت عثمانیہ کا زوال مسلمانوں کی اسلامی تاریخ کا ایک بہت بڑا المیہ تھا اور دوسرا

المیہ یہ ہے کہ خلافتِ عثمانیہ کے خاتمے کے بعد سے اب تک کوئی ایسی چیز موجود نہیں جو خلافتِ عثمانیہ کی جگہ لینے والی ہو اور جن لوگوں نے اس کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تو ان کو اس کی سزا ملنے کا سلسلہ ابھی تک ختم نہیں ہوا۔ اور حساب بیباق نہیں ہوا اور جو کچھ آپ فلسطین میں ہوتا دیکھ رہے ہیں اس کا اصل ذمہ دار خلافتِ عثمانیہ سے بغاوت کو سمجھتا ہوں، باقی یہ کہ کونسا ملک ایسا ہے کہ جو اس سلسلے میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے، میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ہر ملک کے مسلمانوں کو یہ ذمہ داری قبول کرنی چاہیئے اور یہ سمجھنا چاہیئے کہ ہم اس کے ذمہ دار ہیں۔ پھر یہ اس اسلامی ملک کی سب سے زیادہ ذمہ داری ہے جو بڑی قربانیوں کے بعد بنا ہے اور جس کے قیام کے لیے بڑی قربانیاں دی گئی ہیں اور جہاں بہت وسیع امکانات پائے جاتے ہیں۔

سوال: آپ کے علم میں ہوگا کہ پاکستان کی موجودہ حکومت اسلامی نظام نافذ کرنے کے لئے اقدامات کر رہی ہے اس کے بارے میں آپ فرمائیں کہ کیا اسلامی نظام کے لئے کوششیں صحیح طریقہ کار کے مطابق کی جا رہی ہیں یا اس میں کسی ردّو بدل کی ضرورت ہے یا ترجیحی بنیادوں پہ کچھ تبدیلیاں کی جانی چاہیئں، اس عمل کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں۔؟

جواب: میں تاریخ کے مطالعہ سے اور عملی تجربہ سے اس نتیجہ پہ پہنچا ہوں کہ اگر کوئی شخص نیک کام کرنے کا ارادہ یا اظہار کرے اگر وہ ایک مرتبہ کرے تو اسے چار بار شاباش دینا چاہیئے۔ یہ انسانی نفسیات ہے بجائے اس کے بارے میں بدگمانی اور شک وشبہ کا اظہار کیا جائے۔ کام کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر کوئی کہے کہ میں اچھا کام کرنا چاہتا ہوں، مسجد بنانا چاہتا ہوں تو آپ اگر یہ کہیں کہ آپ کیا مسجد بنائیں گے۔ آپ کے باپ دادا نے کبھی مسجد بنائی تھی؟ آپ نے کبھی خواب میں بھی کوئی مسجد بنتے ہوئے دیکھی تھی تو اس طرح وہ شخص کیسے کام کرے گا اس کی حوصلہ شکنی ہوگی۔ اس کے بجائے اسے آپ کہیں کہ مبارک ہو، بہت اچھا ہے کہ آپ مسجد بنا کر ایک نیک کام کر رہے ہیں۔ ہم بھی آپ کا ساتھ دیں گے۔ آپ ضرور مسجد بنائیں۔ ہم

ہم اس کے لئے دعا بھی کریں گے۔ دوسری
بات جو میں کہنا چاہتا ہوں کہ اب راستے دراصل
دو ہیں۔ میں اس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے
اس بارے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میں نے
ابھی یمن صنعا میں اپنی مختلف تقریروں میں
بھی یہی کہا ہے کہ ایک راستہ یہ ہے کہ جو لوگ
اہلِ ایمان ہیں اسلام کا درد اور جذبہ رکھتے
ہیں اور دیندار طبقہ ہے اور جس کی دینداری
سب کو معلوم ہے وہ طبقہ حکومت کی کرسیوں
تک پہنچ جائے اور ان پر قابض ہو، دوسرا
طریقہ یہ ہے کہ جو طبقہ اس وقت حکومت
کی کرسیوں پر متمکن ہے اس میں ایمان پہنچ
جائے اور وہ اس دعوت کا علمبردار بن جائے
یہ دوسرا راستہ زیادہ محفوظ اور زیادہ محتاط
ہے۔ اور یہ وہ راستہ ہے جو ہمارے اس
برصغیر کے سب سے بڑے مُصلح اور اسلامی
انقلاب لانے والی شخصیت حضرت مجدد الف
ثانیؒ نے اختیار کیا انہوں نے سلطنت مغلیہ کے
حکمرانوں کو باور کرایا کہ ہم تمہاری حکومت اور کرسیوں
پر قبضہ نہیں کرانا چاہتے یہ تو ہمارے مقام و مرتبہ
سے فروتر بات ہے۔ ہم اگر اس کو خواب میں بھی
دیکھیں تو پریشان ہو جائیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ
جو کام ہمارے پیشِ نظر ہے اور جس کے کرنے کی

ہمیں آرزو اور تمنا ہے اور بڑی سعادت ہے
وہ تم کرو اور ہم تمہارے ہاتھوں سے یہ کام
کرانا چاہتے ہیں اس طرح انہوں نے ان فرماں
رواؤں میں کام کرنے کا جذبہ اور حوصلہ پیدا
کیا اور کہا کہ ہمیں اس سے کوئی دلچسپی نہیں
کہ ہم یا ہمارے تعلق والے تمہاری کرسیوں
پر قبضہ کریں اور تمہیں ہٹا دیں۔ بلکہ ہمارا مقصد
یہ ہے کہ اور ہماری دلچسپی اس میں ہے کہ جو
کام ہم بحیثیت مسلمان کرنا چاہتے ہیں وہ تم کرو
ہم اس میں راضی ہیں خلاصہ اس گفتگو کا یہ ہے
کہ ایک راستہ یہ ہے کہ اہلِ دین حکومت کی
کرسیوں پر پہنچ جائیں یا دین، اہل کرسیوں تک
پہنچ جائے۔ جو لوگ اس وقت اقتدار پر متمکن
ہیں۔ اسلام اور دین ان تک پہنچ جائے
ان کے اندر ایمان پیدا ہو جائے اور ان
میں اسلام کا جذبہ پیدا ہو جائے اور خدمت
کرنے کا داعیہ پیدا ہو جائے۔ یہ راستہ
زیادہ بہتر ہے یا یہ کہ ان کو کرسیوں سے اُتار
ان سے کرسیاں چھین کر اقتدار پہ قبضہ کیا جائے
اس میں بڑی کش مکش ہے اور یہ بڑا طویل راستہ
ہے۔ اور اس میں کامیابی کا امکان بہت کم ہے
یہ وہ چیز ہے جو فرامین نبویؐ میں نظر آتی ہے
آپؐ نے قیصر و کسریٰ کو جو خط لکھے ہیں ایسا کہا کہ

تمہارے لئے بہتر یہ ہے کہ اسلام قبول کر لو اس میں دوہرا اجر ہے، یہ تو غیر مسلم کا معاملہ ہے جبکہ یہاں تو مسلمان موجود ہیں جبکہ قیصر و کسریٰ دونوں غیر مسلم تھے، ایک عیسائی تھا اور دوسرا خسرو پرویز تھا دونوں کو جو خط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھے ہیں اس میں آپؐ نے یہ نہیں لکھا کہ سلطنت ہمارے حوالے کر دو یا دنیاداروں کے سپرد کر دو، دیندار اس پر بیٹھ کر دین کی خدمت کریں گے بلکہ یہ کہا کہ تم اسلام لاؤ بچ جاؤ گے تمہاری حکومت بھی محفوظ رہے گی اور تم بھی محفوظ ہو گے۔ اسلام کا نبوی اور قرآنی مزاج یہ ہے، یہ نہیں کہ پہلے اس پر بے اعتمادی کا اظہار کیا جائے ان کی ٹانگ پکڑ کر کھینچی جائے بلکہ ہونا یہ چاہیئے تھا کہ ان کے منہ میں ایمان کا لقمہ رکھا جائے ان پر اعتماد کا اظہار کیا جائے۔ ان کی حوصلہ افزائی کی جائے وہ اگر تھوڑا کام بھی کریں ایک قدم بھی اٹھائیں تو اس کو سراہا جائے اور اس کا شکریہ ادا کیا جائے یہ انسانی فطرت ہے۔

سوال: یہ قادیانیوں کا مسئلہ بھی امتِ مسلمہ کے لئے ایک بہت بڑے فتنے سے کم نہیں ہے۔

جواب: اس بارے میں میرے خیالات معلوم ہیں میری کتاب قادیانیت ....،

سوال: ابھی ضیاء الحق صاحب نے قادیانیوں کو اسلامی اصطلاحات سے روکنے کے لئے جو اقدامات کئے ہیں وہ آپ کی نظر سے گذرے ہوں گے۔

جواب: ضیاء الحق صاحب کے متعلق، ابھی میں نے پاکستان کی سرزمین پر قدم رکھا ہے آج ہی پہنچا ہوں، میں کوئی تفصیلی بات تو عرض نہیں کر سکتا، لیکن جہاں تک مجھے علم ہے ابھی جو حال ہی میں انہوں نے اس سلسلے میں اقدامات اور فیصلے کئے ہیں میرے نزدیک وہ قابلِ مبارکباد ہیں اور اس پر ان کو بھی مبارکباد دینی چاہیئے اور میں پاکستان کو بھی مبارکباد دیتا ہوں۔

سوال: آپ نے فرمایا تھا کہ معاشرے کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے دو طریقے ہیں ایک تو یہ کہ جو اسلامی لوگ ہوں وہ کرسیٔ اقتدار تک پہنچ جائیں اور یا یہ کہ جو لوگ کرسیٔ اقتدار پر متمکن ہوں ان کو اسلامی اقدامات پر آمادہ کیا جائے اور یہ دوسری صورت ہے۔

یہ زیادہ محفوظ اور زیادہ بہتر ہے، یہ گفتگو آپ فرما رہے تھے جس پر پچھلی نشست ختم ہوئی تھی اب اس سلسلے میں ایک دو اشکال پیدا ہوتے ہیں ان میں سب سے اہم حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا طرزِ عمل ہے کہ آپ نے حضرت زیدؒ کی بھی اور حضرت محمد بن عبد اللہؒ نفس ذکیہ کی نہ صرف حمایت کی بلکہ باقاعدہ مدد بھی کی، حالانکہ اس وقت کے خلیفہ یا بادشاہ آج کل کے لوگوں سے بہر حال زیادہ بہتر مسلمان تھے اور ان کے زمانہ میں آج کے مقابلے میں بہر حال زیادہ بہتر طور پر اسلامی نظام کارفرما تھا۔

جواب: جہاں تک حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالکؒ کی جانب سے حضرت محمد بن عبد اللہؒ نفس ذکیہ کی تائید کا تعلق ہے اس کے اسباب اور محرکات پر مناظر احسن گیلانی نے امام ابو حنیفہؒ کی سیاسی زندگی میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے کسی زمانہ پر کسی گذشتہ زمانہ کے واقعات کو پورے طور پر منطبق کرنا، بڑا نازک کام ہے حالات اتنے بدل جاتے ہیں اور زمانے کا مزاج اور زمانہ کی نئی مشکلات نئے مسائل ایسے پیدا ہو جاتے ہیں کہ کسی زمانہ کی مثال کسی اور زمانہ کے لئے پورے طور پر صادق نہیں آتی ماحول کا جائزہ لینا ہوتا ہے پھر شخصیتوں کا تقابل اور اس زمانے میں طریقۂ کار کا اندازہ بھی کرنا چاہیئے۔

میرے کہنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ مختصر اور خطرات سے محفوظ طریقہ کار یہ ہے کہ اگر کوئی جماعت یا کچھ افراد کسی طرح سے اقتدار تک پہنچ گئے ہیں تو ان سے سو فیصدی مایوسی کی ضرورت نہیں ان کو موقع دینا چاہیئے کہ وہ اپنے کو بہتر بنا سکیں اور ملک کسی بڑے زلزلے اور طوفان سے بچے اس لئے کہ اس وقت کی سیاسی تحریکیں اور اس وقت کے اقدامات جو ہیں، ان کے محرکات کے متعلق یہ کہنا کہ وہ خالص اسلامی ہیں اور ان میں سوائے کلمۂ حق کو بلند کرنے کے اور کوئی جذبہ کام نہیں کر رہا ہے۔ یہ بڑا مشکل ہے یہ بھی دیکھنا ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے اس زمانہ میں حکومت کی اصلاح کی کوشش کی یا انقلاب لانے کی کوشش کی، ان کی تربیت کیسی تھی اور ان میں کس درجہ کا اخلاص ہے۔ اور ان میں کس درجہ کی صلاحیت ہے، بہر حال میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ دوسرا راستہ جو ہے یہ زیادہ مختصر ہے اور محفوظ ہے۔ ملک ملک کے حالات مختلف

ہوتے ہیں یہاں پاکستان کے لیئے تو وارد ہوں اور میرا کچھ کہنا اس میں کوئی بڑی سند نہیں رکھتا۔ مگر میں دوسرے عرب ممالک اور اسلامی ممالک کو سامنے رکھ کر یہ کہتا ہوں کہ اکثر اس پر بڑی طاقت اور وقت ضائع ہوتا ہے اور ایک اندرونی کش مکش پیدا ہو جاتی ہے اس لئے ہمیں ذرائع کے بجائے مقاصد پر نظر رکھنی چاہیئے۔ کوئی مقصد کم سے کم قربانیوں کے ساتھ پورا ہو سکتا ہو تو پھر وہی راستہ اختیار کرنا چاہیئے۔

سوال: مولانا یہ فرمایئے کہ اس وقت جو یورپ کی حالت ہے مغربی ممالک کی ہے جو اشتراکی ممالک کی ہے ان میں اس بات کے امکانات کہاں تک ہیں کہ وہاں اسلام پھیلے، وہاں اس کی زیادہ تبلیغ ہو سکتی ہے اور وہ لوگ اسلام کے دائرے میں داخل ہو سکتے ہیں اس کے امکانات کیا ہیں۔؟

جواب: میں مغربی ممالک یا اشتراکی ممالک کے بارے میں بہت زیادہ حسن ظن نہیں رکھتا اور یہ کہنا کہ چند دنوں کی بات ہے اور یہ سب کے سب اسلام قبول کر لیں گے۔ اس میں

خواہشمندانہ طرزِ فکر کو زیادہ دخل ہے اور صورت یہ ہے کہ ایک طرف تو وہ ممالک اتنے اپنے مسائل میں یا اپنے ان کے جو نظام پائے جاتے ہیں ان میں اور پھر جو معیارِ زندگی وہاں ہو گیا ہے اس کے لئے جس شدید کوشش اور انہماک کی ضرورت ہے اس نے ان ممالک کو سنجیدگی کے ساتھ کسی ایسے مسئلے پر غور کرنے سے باز رکھا ہے جو ان میں بنیادی انقلاب لے آئے جو اس پورے طرزِ فکر کو بدل دے اور طرزِ حیات کو جو اس وقت وہاں جاری ہے بلکہ حاوی ہے ان میں سے اکثر لوگوں کو یہ میں نے اپنے سفروں میں اندازہ کیا ہے کہ ان کے لئے سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ وہ وقت نکالیں اور سنجیدگی سے کسی مسئلہ پر غور کریں، کسی کو وقت دیں یا کوئی مطالعہ کریں۔ زندگی کی رفتار اتنی تیز ہو گئی ہے۔

اب زندگی ان پر سوار ہے وہ زندگی پر سوار نہیں وہ زندگی کے راکب نہیں زندگی کے مرکب ہیں۔ ان کے لئے بڑا مسئلہ تو یہ ہے کہ عالم اسلام اور ممالک اسلامیہ اس پوزیشن میں ہیں کہ وہ ان کو دعوتِ فکر نہیں دے سکتے وہ خود ان کے دستِ نگر ہے

ہوتے ہیں۔ اور کاسۂ گدائی لئے ہر وقت
کھڑے رہتے ہیں کہ ان کے اندران کے
لئے ان کے بارے میں کوئی احترام کا
جذبہ نہیں ہے۔ وہ ایک ایسے مذہب اور
ایک ایسی دعوت پر غور کرنے کے لئے
بہت مشکل سے آمادہ ہوں گے جس کے
علمبردار خود ان کے دروازے پر کھڑے
رہتے ہیں اور ایک سوئی تک کے لئے ان کے
محتاج ہیں۔ یہاں بیٹھ کر یہ سمجھنا کہ وہ سب کے سب
اسلام پر غور کرنے کے لئے بے چین ہیں
اور وہ اپنی نجات اس میں سمجھتے ہیں
اس میں خوش خیالی کو زیادہ دخل ہے

سوال: اسلامی دعوتوں اور تحریکوں
نے جو کام کیا ہے اس سے جو
بیداری پیدا ہوئی اس کے کچھ
اثرات تو مرتب ہوئے ہیں وہاں
کچھ تو مسلموں کی تعداد بھی سامنے
آئی ہے۔

جواب: جن لوگوں نے وہاں اسلام
قبول کیا ہے ان کے حالات معلوم
کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنے
معاشرے میں کوئی بہت بڑا مقام
نہیں رکھتے اور جہاں تک امریکہ کا
تعلق ہے وہاں سیاہ فام لوگوں میں
جو "بلیک مسلم" کہلاتے ہیں ان میں
زیادہ تر پہلے بھی مسلمان تھے اور
ان ہی میں کچھ کام ہوا ہے۔ ان
ملکوں میں اسلام کی دعوت پیش کرنے
کے لئے بڑی بلند سطح کی ضرورت
ہے۔ زبان پر بھی بڑی قدرت کی
ضرورت ہے۔ زبان ہمیشہ سے ایک
بہت اہم عنصر رہی ہے، زبان اور
طرزِ بیان اور پھر اس کے ساتھ
داعیوں کا اخلاص اور ان کا شخصی
اثر یہ سب چیزیں اہمیت رکھتی ہیں۔
میں کسی کی ہمت شکنی نہیں کرنا
چاہتا جو بھی اسلام کے دائرے میں آئے
اس کا خیرمقدم کرنا چاہیئے اور اس کی
بڑی قدر کرنی چاہیئے لیکن یہ خیال کرہ
بالکل اسلام کے دروازے پر کھڑے ہوئے
ہیں اور بس اسلام لایا ہی چاہتے ہیں، درست
نہیں۔ مسلمانوں کو حقیقت پسندی سے کام
لینا چاہیئے اور اس لئے بھی یہ ضروری ہے
کہ وہ زیادہ بہتر طریقے پر اسلام کی دعوت
کا کام کرسکیں۔

سوال: نظام تعلیم کی اصلاح کے لئے کچھ بنیادی
نکات آپ تجویز فرمائیں۔ یہ ایک خاص موضوع ہے۔

جواب: نظام تعلیم بڑا ذمہ دار ہے نئی نسل کے پیدا کرنے کا، بلکہ سب سے بڑا ذمہ دار ہے۔ اور اس سلسلے میں ابھی تک میرے علم میں کوئی جامع اور عمیق انداز کا کام نہیں کیا گیا ویسے تو چند سال ہوئے ملک عبدالعزیز یونیورسٹی کے تحت مکہ معظمہ میں تعلیم کے موضوع پر ایک سیمینار ہوا تھا جس میں میں نے بھی شرکت کی تھی اور بہت سے حضرات دوسرے ممالک سے بھی آئے تھے لیکن اصل میں ابتدائی مرحلے سے لے کر یونیورسٹی کے مرحلے تک پوری اوور ہالنگ کی ضرورت ہے۔ پورے نظام تعلیم کو مسلمان ملک کی ضروریات کے مطابق ڈھالنے کی اور تمام علوم و فنون میں اسلامی روح پیدا کرنے کی کوشش کی ضرورت ہے جس کے لئے بڑی مجتہدانہ جرأت مندانہ سعی درکار ہے۔ مجھے اس موقع پر بے اختیار مرحوم صدر اقبال اکیڈمی یاد آتے ہیں کہ انہوں نے اس کام کا آغاز کیا تھا اور وہ یہ چاہتے تھے کہ پرائمری سے لے کر یونیورسٹی کی سطح تک ایک پورا نصاب تعلیم نیا وضع کیا جائے جس میں اسلامی روح کو پیوست کر دیا جائے یہاں تک کہ سائنس اور ریاضیات میں بھی ایسی مثالیں دی جائیں اور ایسے نتائج نکالے جائیں جو اسلام کے اصول سے مطابقت رکھتے ہوں اور جو ایمان کو بڑھانے یا کم از کم ایمان کی حفاظت کا کام کر سکیں، یہ کام ایک فرد کا نہیں ایک آدمی کا نہیں، اکیڈمی کا ہے اور اکیڈمی بھی کیا بلکہ حکومتوں کا ہے اور افسوس ہے کہ حکومتوں کو اپنے مسائل اور مقامی حالات سے اتنی فرصت نہیں مل سکی اور ان میں ایسے لوگوں کی کمی رہی جو پورے نظام تعلیم کو از سر نو ڈھالنے کی صلاحیت رکھتے ہوں، اور اس کی افادیت بلکہ ضرورت کے پورے طور پر قائل ہوں۔ میرے نزدیک یہ کام جلد سے جلد ہونا چاہئے اس لئے کہ جو نسل تیار ہو رہی ہے وہ ان مقاصد کو پورا کرنے کی نہ صرف یہ کہ پوری اہلیت نہیں رکھتی بلکہ بعض اوقات رکاوٹ بنتی ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ملک میں دو طاقتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایک عوام کی طاقت جو اسلام کے سوا کچھ نہیں جانتے اور جن کو اسلام سے محبت ہے اور ایک تعلیم یافتہ طبقہ پیدا ہو جاتا ہے جو نہ صرف یہ کہ ان مقاصد اور اس طرز فکر اور طرز حیات کے لئے ہمدردی، گرمجوشی اور اپنے اندر کوئی جوش و خروش نہیں پاتا بلکہ اس کا ذہن اس کو قبول کرنے سے قاصر رہتا ہے اور بعض اوقات وہ اس کے خلاف باغی ہو جاتا ہے کسی معاشرے میں تضاد کی یہ صورتِ حال اور ذہنی کشمکش ان مقاصد کو پورا کرنے کے لئے جن کے لئے معاشرہ وجود میں آیا تھا، بہت مضر ثابت ہوتی ہے اس لئے نظام تعلیم کو بدلنے اور اسے ایک نئی روح اور نئی ترکیب کے ساتھ مرتب کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کونسا ملک اور کونسا معاشرہ اس کے لئے کوئی عملی قدم اٹھاتا ہے۔

سوال: مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ کی بحالی کے لئے آپ کیا ترجیحات تجویز کرتے ہیں اور نہیں اس کے لئے سب سے پہلے کیا کرنا چاہیئے؟

جواب: آج کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ پورے عالم اسلام میں ایک بھی معاشرہ یا ملک ایسا موجود نہیں جو پوری طرح اسلامی زندگی کی بھرپور نمائندگی کر رہا ہو۔ اور جس کو دیکھ کر یہ محسوس ہو سکے کہ اسلامی اخلاق کیا ہوتا ہے۔ مسلمان معاملہ کرتا ہے، اور کس طرح وہ ہزار خطرات کے باوجود سچائی کا دامن نہیں چھوڑتا۔ اس لئے میرے نزدیک اس وقت مسلمانوں کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ ایک ایسا صالح معاشرہ قائم کیا جائے، جو اسلامی تعلیمات کی، ان کی رُوح کے مطابق نمائندگی کرے۔ اور ان خصوصیات کا حامل معاشرہ ملکوں کی سطح پر اور بین الاقوامی سطح پر جلوہ گر ہو۔ اپنا وزن محسوس کرا سکے۔ اس کے بغیر دُنیا میں کوئی صالح انقلاب برپا نہیں ہو سکتا، آج پورے عالم اسلام کی کمزوری یہ ہے کہ ہم کسی ایک ملک یا خطے کا نام نہیں لے سکتے، جہاں کوئی آنکھ بند کر کے چلا جائے اور دیکھ لے کہ اسلام عملی زندگی میں کیسا ہوتا ہے۔ اسلامی اخلاق کیسے ہوتے ہیں، جہاں دیکھا جا سکے کہ مسلمان جُھوٹ نہیں بولتا۔ ناپ تول میں کمی نہیں کرتا، دھوکہ نہیں دیتا، مسلمان زر کا پرستار نہیں ہے وقتی منافع کی خاطر دائمی منافع کو ضائع نہیں کرتا وہ خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ مسلمان ظلم کرنا نہیں جانتا اسے سیم و زر کی بڑی سے بڑی ترغیب اور دولت خرید نہیں سکتی۔ وہ اپنے ضمیر کے خلاف کام نہیں کرتا۔ وہ جس بات کو حق کہتا ہے اس پر اپنا گھر لُٹا سکتا ہے، اور اپنا سر کٹا سکتا ہے اپنے خاندان کو خطرے میں ڈال سکتا ہے، اور اس کی خاطر اپنے پیٹ پر پتھر باندھ سکتا ہے اور فاقہ کر کے مر سکتا ہے۔ آج پوری دُنیائے اسلام کی سب سے بڑی احتیاج۔ اس کا سب سے بڑا فاقہ، اس کا سب سے بڑا فقر۔ سب سے بڑی تڑپ اور سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ کوئی ایسا معاشرہ قائم ہو جائے کہ جس کی طرف ہم اُنگلی اُٹھا کر فخر سے یہ کہہ سکیں کہ اسلام کو دیکھنا ہے تو اس معاشرے کو دیکھ لو۔ یہ چلتا پھرتا اسلام ہے یہ زندہ شریعتِ محمدی ہے۔

سوال: ایسے مثالی معاشرے کیلئے آپ کس خطہ اور ملک میں حالات کو سازگار دیکھتے ہیں

جواب: اس کے لئے پاکستان کے علاوہ اور

کون ملک ہو سکتا ہے، جو اس اُمید اور اسی دعوے
دلیل پر بڑی قربانیوں کے ساتھ حاصل کیا گیا
تھا۔ کہ آپ دُنیا کو اسلامی معاشرہ دکھا سکیں۔
محدود سے محدود جگہ سہی، اس کا حجم اور رقبہ
کچھ سہی، لیکن اس میں اسلامی اصولوں کی بنیاد
پر اسلامی معاشرہ قائم کر دیا جائے تو اس کا وزن
بڑے بڑے رقبے والے ملکوں سے بڑھ جائے
گا کیونکہ معاشرے تولے جاتے ہیں ناپے نہیں
جاتے اصل چیز سیرت اور کردار ہے، ایک ایسا
معاشرے کا قیام ہمارے لئے اسلامی تشخص کے
لئے بہت ضروری ہے۔ آج ہماری نگاہیں شرم
سے جُھک جاتی ہیں، جب ہم سے کوئی یہ پوچھتا
ہے کہ اسلام کی تعلیمات برحق آپ اسلام کے
بارے میں جو کچھ کہتے ہیں وہ سب درست، اور
اس نے ماضی میں جو زبردست انقلاب برپا
کیا اس کی کوئی مثال نہیں ملتی، یہ بھی صحیح۔ مگر تم
خُدا کے لئے یہ بتا دو۔ کہ اس وقت کسی چھوٹے
سے چھوٹے خطّے میں اور معاشرے میں یہ
مثالی سیرت پائی جاتی ہے، جہاں اسلام کی
تمام خصوصیات اور برکات موجود ہوں یہاں
آکر ہمارا سر شرم سے جُھک جاتا ہے، اور ہماری
زبان گنگ ہو جاتی ہے۔ آج کرنے کا کام
یہ ہے کہ پاکستان میں ایک مثالی معاشرہ قائم
کیا جائے جس کو باہر سے آنے والا کوئی غیر
مسلم دیکھ لے تو کلمہ پڑھے اور پکار اُٹھے کہ
ہم نے اس سے بہتر معاشرہ نہیں دیکھا۔ اگر یہ
نہیں ہے، آپ کے اندر تمدن کی ساری خرابیاں
موجود ہوں، آپ کے اندر حق بات کہنے
کی صلاحیت موجود نہیں ہو آپ عقیدے سے
پر پیسے کو ترجیح دیتے ہوں، آپ کے اندر بھی
نسلی، علاقائی، لسانی تعصب موجود ہو، آپ
کو دُنیا کی کوئی بڑی طاقت خرید سکتی ہو کوئی دُشمن
اسلام قوم آپ کے افراد کو آلہ کار بنا سکتی ہو
پاکستان کو تباہ کرنے کیلئے بھی افراد مل جاتے
ہوں تو آپ یقین جانیں کہ ان باتوں کے ساتھ
ہم دُنیا پر اسلام کی صداقت ثابت نہیں کر سکتے
اور اس طرح دُنیا کو مایوس کریں گے، اور یہ ثابت
کریں گے کہ ہم دُنیا کی نمائندگی اور رہنمائی کرنے
کے اہل نہیں ہیں ہم دُنیا بھر کے دانشوروں،
مؤرخوں سیاحوں کو مایوس کریں گے اگر وہ پاکستان
آئیں اور دیکھیں کہ یہاں وہ سب کچھ ہو رہا ہے
جو ہندوستان میں ہو رہا ہے، برطانیہ اور امریکہ اور
دیگر یورپی ممالک میں ہوتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی
بڑھ کر ہو رہا ہے۔ جو برطانیہ اور امریکہ میں ہو رہا
وہ سیاسی شعور ہے شہری میں احساس ذمہ داری
ہے جو بہت سی بدعنوانیوں سے انہیں روکتا ہے

(باقی صفحہ ۳۶ پر)

غزل

از۔ فضل حسین فضلؔ (مرحوم)

جس کی نہ ہو مثال کوئی وہ کمال کر
اک سوچ دے نئی، نیا پیدا خیال کر

ان پر نگاہِ ناز ہے جو پی کے مست ہیں
جو تشنہ لب ہیں ان کا بھی ساقی خیال کر

جرأت سے تیغ ظلم کی سے چھین لے
جانیں بچا تو، جان کو جوکھوں میں ڈال کر

جو مانگنا ہو مانگ تو ربِّ کریم سے
کچھ دے مگر نہ اور کسی سے سوال کر

آئے تھے کس کے لئے یہاں اور کر رہے ہیں کیا
سوچو تو، اپنے منہ کو گریبان میں ڈال کر

اس ربِ ذوالجلال کی سب سے بڑی عطا
دولت ہے پیار کی اسے رکھنا سنبھال کر

تیری نظر ہو کام کے انجام پر مدام
آغاز کو نہ دیکھ تو فکرِ مآل کر

اے فضلؔ با ادب تو رہ محفل میں یار کی نہ
طبعِ شناسِ یار ہو کے عرضِ حال کر

الاعتدال فی متابعۃ الرجال

حضرت مولانا تھانویؒ

اتباعِ شیخ کا مسئلہ تصوّف وسلوک کے مہمات مسائل میں ہے۔ اگلے اور پچھلے سارے مشائخ اور ائمہ فن اس پر زور دیتے اور اس کی تاکید کرتے چلے آئے ہیں عام ذہنوں میں اس کی تعبیر یوں ہے کہ شیخ، نائبِ رسول ہوتا ہے اور اس لئے مطاعِ مطلق جس کا ہر قول، ہر فعل، مرید کے لئے بمنزلہ حکم۔ اس کی کسی رائے کسی قول، کسی فعل میں مرید کے لئے گفتگو کی گنجائش نہیں۔ نصوص صوفیہ کا ظاہر بھی اسی خیال کی تائید میں ہے۔

لیکن یہ عقیدہ اس صورت میں شریعت اور عقل دونوں کے معارض ہے شرعاً، بعد انبیاء معصومین کے، کوئی بزرگ کیسا ہی کامل ہو معصوم وغیر خاطی بہر حال نہیں مشاہدہ بھی یہی ہے کہ تجربہ کی، عقل کی، علم کی لغزشوں اور کوتاہیوں سے یکسر محفوظ کوئی بھی بشر نہیں زلات اور خطائے اجتہادی سے صحابہ تک خالی نہیں چہ جائیکہ دوسرے بزرگ جو صحابہ سے بہر صورت کمتر ہیں ایسوں کا اقتدار مطلق کیونکر واجب ہو سکتا ہے چند روز ہوئے یہی شبہات ایک مفصل مکتوب کی صورت میں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی خدمت میں پیش کئے گئے جو اپنی تدقیقات باطنی و معالجۂ امراض نفسی کے لحاظ اپنے وقت کے امام غزالیؒ ہیں، مولانا مدظلہ کا جواب اس درجہ شافی، مفصل اور مسئلہ کے تمام اطراف و جوانب کو حاوی ہے کہ "سچ" (مولانا عبد الماجد دریابادی کا رسالہ) کی برادری تک اسے نہ پہنچانا ایک صریح بخل معلوم ہوا مولانا نے ازراہِ کرم اجازت اشاعت بھی مرحمت فرمادی، مکتوب مذکور فخر و مسرت کے ساتھ درج ذیل ہے انشاء اللہ تعالیٰ بہتوں کی الجھن اور طریق کی طرف سے وحشت و بیگانگی رفع ہو جائے گی، بعض مشکل فقروں پر حاشیے دے دئے گئے ہیں اور بعض عبارتوں کو زیر خط کر دیا گیا ہے۔ عبد الماجد دریابادی

حضرت مولانا کا خط:

مکرمی سلمہٗ، السلام علیکم - غالباً میرے کل معروضات اس کے متعلق ذہن میں جمع اس لئے نہیں رہے کہ شاید ایک جلسہ میں مجتمعاً (اکٹھے) بیان نہیں کئے گئے اب اس کا ملخص (خلاصہ) مجموعاً عرض کرتا ہوں - یہ اتباع نہ عقائد میں ہے نہ کشفیات میں نہ جمیع مسائل میں نہ اُمور معاشیہ میں (یعنی امور دنیوی) صرف طریق تربیت و تشخیص امراض و تجویز تدابیر اور ان مسائل میں ہے جن کا تعلق اصلاح و تربیت باطنی سے ہے، وہ بھی اس وقت تک جب تک کہ ان کا جواز مرید و شیخ کے درمیان متفق علیہ ہو اور اگر اختلاف ہو تو شیخ سے مناظرہ کرنا خلاف طریق ہے اور امتثال امر خلاف شریعت ہے، ایسی صورت میں ادب جامع بین الادبین (آدابِ طریقت اور احترام شریعت) یہ ہے کہ علماء سے استفتا کر کے یا اپنی تحقیق سے حکم متعین کر کے شیخ کو اطلاع کرے کہ میں فلاں عمل کو جائز نہیں سمجھتا اور ہمارے سلسلہ میں اس کی تعلیم ہے مجھے کیا کرنا چاہیئے - اس پر اگر شیخ پھر بھی وہی حکم دے تو اس شیخ کو چھوڑ دینا چاہیئے - اور اگر وہ ترک کی اجازت دے تو یہ بھی اس کی متابعت ہے یہ معنی ہیں اتباع کامل کے یعنی جو مرض نفسانی اس نے تجویز کیا ہو ان چیزوں میں اتباع کامل کرے ذرا بھی اپنی رائے کو دخل نہ دے اور باقی امور میں اتباع مراد نہیں تعیین و تصریح کے ساتھ تحریر فرمایئے۔

خلاصہ مبحث کا اس باب میں یہ ہے کہ اتباع کا محل معلوم نہ ہونے سے یہ سب شبہات پیدا ہوئے ہیں اس کا محل و قیود و حیثیت متعین کئے دیتا ہوں۔ سو محل تو اس کا صرف شیخ کی تعلیمات قولیہ ہیں (نہ کہ شیخ کی پوری زندگی) جن کا تعلق تربیت و اصلاحِ باطن سے ہے اور قید اس کی یہ ہے کہ وہ فعل جس کی تعلیم کی جارہی ہے شرعاً جائز ہو، جس کا جواز طالب کے اعتقاد میں بھی ہو اور حیثیت اس کی شیخ کا مُصلح ہونا ہے یعنی مصلح ہونے کی حیثیت سے صرف تعلیمات سلوک میں، اس کے اقوال پر عمل شرط نفع ہے اب ان قیود کے فوائد احترازیہ بتلاتا ہوں، تعلیمات قولیہ کی قید سے خود شیخ کے افعال بھی نکل گئے

خواہ وہ افعال طالب کے اعتقاد میں جائز ہوں جیسے شیخ پانچ سو رکعات نفل روزانہ پڑھتا ہو یا صوم داؤدی (ایک دن ناغہ کر کے برابر روزے رکھنا) ہمیشہ رکھتا ہو اس میں اتباع ضروری نہیں۔ اور خواہ وہ افعال طالب کے اعتقاد میں جائز نہ ہوں خواہ مختلف فیہ ہونے کے سبب جیسے شیخ فاتحہ خلف الامام پڑھتا ہو اور طالب اس کو مکروہ جانتا ہو، خواہ شیخ غلطی سے کسی فعل ناجائز میں مبتلا ہو، جیسے غیبت کرنا۔ اس میں اتباع جائز بھی نہیں اور اسی قید سے شیخ کے کشفیات نکل گئے۔ خصوصاً جب کہ طالب کا کشف اس کے خلاف ہو۔ اسی طرح سے جمیع مسائل اصولیہ و فرعیہ جن کا تعلق تربیت سے نہیں۔ خارج ہو گئے۔ البتہ ان میں جو اُمور شرعاً بھی ضروری ہیں وہ لازم العمل ہیں، گو شیخ بھی نہ کہے، اور اگر شیخ حکم دے تو یہ حکم امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی حیثیت سے ہوگا، مصلح ہونے کی حیثیت سے نہ ہوگا۔ اور ان میں خلاف کرنا شریعت کی مخالفت ہوگی نہ کہ شیخ کی۔ البتہ شریعت کی بنا پر شیخ ایسے طالب سے قطع تعلق کر سکتا ہے، اور یہ قطع تعلق شیخ کے ساتھ خاص نہیں ہر مسلمان کو اس کا حق حاصل ہے۔ اس کا تعلق مسئلہ متابعت شیخ سے کچھ نہیں۔ اسی طرح اس قید سے امور معاشیہ نکل گئے، مثلاً شیخ کسی طالب سے یہ کہے کہ تم اپنی لڑکی کا رشتہ میرے لڑکے یا کسی اور سے کر دو، یہ بھی متابعت کا محل نہیں۔ اور قید جواز کا فائدہ یہ ہے کہ جس چیز کی تعلیم کرتا ہے وہ اگر شرعاً ناجائز ہو اس میں اتباع جائز بھی نہیں خواہ اجماعاً ناجائز ہو جیسے کوئی معصیت خواہ ناجائز اختلافاً ہو جیسے اختلافی مسائل کی کوئی خاص شق جو طالب کے اعتقاد میں جائز نہیں اور اس تقریر میں ضمناً حیثیت کا فائدہ بھی مذکور ہو گیا ہے اب اس کے متعلق سب سوال حل ہو گئے۔ سو یہ طے ہو گیا کہ بعض اُمور ہی محل متابعت نہیں جن میں بعض میں تو متابعت واجب نہیں جیسے اُمور معاشیہ اور بعض میں جائز بھی نہیں خواہ ان کا عدم جواز متفق علیہ ہو جیسے معاصی خواہ مختلف فیہ ہو جیسے مسائل اختلافیہ جو طالب کے اعتقاد میں جائز نہیں۔ اب یہ بات باقی رہی کہ جو اُمور محل متابعت نہیں ان میں اگر شیخ حکم دے تو اگر وہ شرعاً جائز اور طالب کی قدرت میں ہیں تو مروّت کا مقتضا یہ ہے کہ ان میں متابعت کرے جیسے شیخ اپنا کوئی ذاتی کام یا کوئی خاص خدمت کرنے کی

فرمائش کرے۔ اور اگر وہ شرعاً ناجائز ہے خواہ وہ واقع میں بھی خواہ اس کے اعتقاد میں بھی تو ادب سے عذر کر دے۔ اور اگر وہ اصرار کرے تو اس سے قطع تعلق کر دے مگر گستاخی اور ایذا کا معاملہ کبھی نہ کرے یہ تو اس وقت ہے جب وہ خلاف شرع کا حکم دے اور اگر طالب کو ایسا حکم نہ دے مگر خود کسی لغزش میں مبتلا ہو تو اگر اس میں تاویل کی گنجائش ہے تو تاویل کرے اور اس سے قطع تعلق نہ کرے۔ اور اگر تاویل کی گنجائش نہیں تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر احیاناً اس کا صدور ہو جاتا ہو تو بشریت و احتمال توبہ پر محمول کر کے تعلق قطع نہ کرے اور اگر اصرار یعنی اعتیاد ہے تو وہ اگر صغیرہ ہے تو قطع تعلق نہ کرے اور جو کبیرہ فسق و فجور یا ظلم و خیانت کے درجے میں ہے تو قطع تعلق کر دے مگر ان سب حالات میں اس کے لئے دعائے صلاحیت کرتا رہے کہ حقوق احسان میں سے ہے۔ ارادہ تھا۔ ارادہ تھا خلاصہ کو مختصر لکھنے کا مگر وہ اصل سے بھی زیادہ مبسوط ہو گیا واللہ اعلم۔ اس وقت بے ساختہ ذہن میں آیا کہ اس تحریر کا ایک لقب تجویز کیا جائے۔ الاعتدال فی متابعۃ الرجال (۹ شعبان ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۸ نومبر ۱۹۳۳ء

(حکیم الامت صفحہ ۳۰۴ تا ۳۰۶)

بقیہ صفحہ ۳۱ سے آگے

یہاں وہ بھی نہیں ہے۔ یہ بڑی مایوسی کی بات ہو گی۔ ہو سکتا ہے کہ مجھے پھر یہاں آنے کا موقع ملے یا نہ ملے۔ اس لئے میں پاکستانی عوام اور اس کی قیادت سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ جب تک پاکستان میں خالص اسلامی معاشرہ قائم نہیں ہو گا، اپنا طرز زندگی اسلام کا نمونہ نہ بنائیں گے اور ایک ایسی فضا قائم نہیں کریں گے جو خالص ہو، یہ مثالی معیاری اور آئیڈیل معاشرہ جب تک آپ قائم نہیں کریں گے آپ اپنی ان قربانیوں کی قیمت ادا

نہیں کر سکیں گے، جو اس ملک کو حاصل کرنے کے لئے دی تھیں۔ یہ قربانیاں صرف آپ نے دی تھیں۔ بلکہ لاکھوں افراد نے بھی دی ہیں، اور زیادہ دی ہیں، جنہوں نے اس کا کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ جن کے حصے میں قربانیاں بھی آئیں اور انعامات بھی آئے۔ آپ ان کو قیامت کے دن کیا جواب دیں گے جنہوں نے قربانیاں دیکر آپ کو اس مقام تک پہنچایا، لیکن آپ نے اسلام کا معاشرہ قائم نہیں کیا۔

تقویٰ

سید علی شاہ

تقویٰ سارے اسلامی احکام کی غائت ہے

اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام تعلیمات کا خلاصہ ہم صرف ایک لفظ میں بیان کرنا چاہیں تو ہم اس کو تقویٰ سے ادا کر سکتے ہیں۔ اسلام کی تعلیم کا مقصد اپنے ہر عمل کے قالب میں اسی تقویٰ کی روح کو پیدا کرنا ہے، قرآن پاک نے اپنی دوسری ہی سورۃ میں یہ اعلان کیا ہے کہ اُس کی تعلیم سے وہی فائدہ اُٹھا سکتے ہیں جو تقویٰ والے ہیں۔

هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ (البقرہ)

"یہ کتاب تقویٰ والوں کو راہ دکھاتی ہے"

اسلام کی ساری عبادتوں کا منشاء اسی تقویٰ کا حصول ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي الخ: "اے لوگو اپنے پروردگار کی جس نے تم کو اور تمہارے پہلوں کو پیدا کیا عبادت کرو، تاکہ تم تقویٰ پاؤ" (1)

روزہ سے بھی یہی مقصد ہے۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ الخ (بقرہ) تم پر روزہ اسی طرح فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا۔ تاکہ تم تقویٰ حاصل کرو۔ (2)

حج کا منشاء بھی یہی ہے۔

وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا (حج)

اور جو اللہ کے شعائر (حج کے ارکان ومقامات) کی عزت کرتا ہے تو یہ دلوں کے تقویٰ سے ہے" (3)

قربانی بھی اسی غرض سے ہے۔

لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا الخ (الحج) "خدا کے پاس قربانی کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا لیکن تمہارا تقویٰ اس کو پہنچتا ہے۔ (4)

حج کے سفر اور زندگی کے مرحلہ میں راستہ کا توشہ مال و دولت اور ساز و سامان سے زیادہ تقویٰ ہے۔ (5)

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی (بقرہ)

(5) اور سفر میں زادِ راہ لے کر چلو۔ اور سب سے اچھا زادِ راہ تقویٰ ہے۔

ہمارے زیب و زینت کا سامان ظاہری

(7) لباس سے بڑھ کر تقویٰ کا لباس ہے

وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْرٌ (اعراف)

(8) اور تقویٰ کا لباس وہ سب سے اچھا ہے۔

اسلام کا تمام اخلاقی نظام بھی اسی

(9) تقویٰ کی بنیاد پر قائم ہے۔

وَاَنْ تَعْفُوْا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی (بقرہ)

(10) اور معاف کر دینا تقویٰ سے قریب تر ہے۔

اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی (مائدہ)

(11) انصاف کرو۔ یہ تقویٰ سے قریب تر ہے

وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَیْنَ النَّاسِ (البقرہ)

(12) اور تقویٰ کرو اور لوگوں کے درمیان صلح کراؤ۔

وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا (النساء)

(13) اور تقویٰ کرو اور لوگوں کے درمیان صلح کراؤ اور اگر اچھے کام کرو اور

(14) اور تقویٰ کرو تو اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

اہلِ تقویٰ تمام اُخروی نعمتوں کے مستحق ہیں

آخرت کی ہر قسم کی نعمتیں انہیں تقویٰ والوں کا حصہ ہے۔

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ مَقَامٍ اَمِیْنٍ (دخان)

(15) بے شبہ تقویٰ والے امن وامان کی جگہ میں ہوں گے۔

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَعِیْمٍ (طور)

(16) بے شک تقوے والے باغوں میں اور نعمت میں ہوں گے۔

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ (ذاریات)

(17) شک نہیں کہ تقویٰ والے باغوں میں اور چشموں میں ہوں گے۔

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَھَرٍ (قمر)

(18) بلاشبہ تقویٰ والے سایوں میں اور چشموں میں ہوں گے۔

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ ظِلٰلٍ وَّعُیُوْنٍ (مرسلات)

(19) بلاشبہ تقویٰ والے سایوں اور چشموں میں ہوں گے

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ عِنْدَ رَبِّھِمْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ (ن)

(20) یقیناً تقویٰ والوں کے لئے اُن کے پروردگار کے پاس نعمت کے باغ ہیں۔

(21) "بے شبہ تقویٰ والوں کے لئے کامیابی ہے"

(22) "لاریب تقویٰ والوں کے لئے بازگشت کی اچھائی ہے۔" (سورۃ ص)

کامیابی اہلِ تقویٰ کے لئے ہے

(23) گو بظاہر ابتداء میں اہلِ تقویٰ کو کسی قدر مصیبتیں اور بلائیں پیش آئیں یا بہت سی حرام اور مشتبہ لیکن بظاہر بہت ہی شمارہ چیزوں سے محروم ہونا پڑے، ظاہری کامیابی کی بہت سی نا جائز کوششوں اور ناروا راستوں سے پرہیز کرنا پڑے۔ اور اس سے یہ سمجھا جائے کہ اُن کو مال و دولت، عزت و شہرت اور جاہ و منصب سے محرومی رہی، لیکن دنیا کے تنگ نظر صرف فوری اور عاجلی کامیابی
(24) ہی کو کامیابی سمجھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اسی دنیا کے ظاہری ثمروں کی بنا پر کام کے اچھے بُرے نتیجوں کا فیصلہ کرلینا چاہیئے۔ حالانکہ جو جتنا دوربین ہے، اسی قدر وہ اپنے کام کے فوری نہیں بلکہ آخری نتیجہ پر نگاہ رکھتا ہے حقیقی دوربین اور عاقبت اندیش وہ ہیں جو کام کی اچھائی برائی کا فیصلہ دنیا کے ظاہری چند روزہ اور فوری فائدہ کے لحاظ سے نہیں، بلکہ آخرت کے دائمی اور دیر پا فائدہ کی بنا پر کرتے ہیں اور جب ان کی نظر آخرت کے ثمروں پر رہتی ہے تو دنیا بھی اُن کی بن جاتی ہے اور یہاں اور وہاں دونوں جگہ کامیابی اور فوز و فلاح انہیں کی قسمت میں ہوتی ہے۔

فرمایا:

(25) "اور آخری انجام تقویٰ والوں کے لئے ہے" (اعراف)

(26) "بے شک انجام کار تقویٰ والوں کے لئے ہے" (ھود)

(27) "اور آخرت تیرے رب کے نزدیک تقویٰ والوں کے لئے ہے" (زخرف)

(28) "اور انجام کار تقویٰ کے لئے ہے" (طٰہٰ)

اہلِ تقویٰ اللہ کے محبوب ہیں

یہی متقی اللہ تعالیٰ کی محبت اور دوستی کے سزاوار ہیں۔ جب وہ ہر کام میں خدا کی مرضی اور پسندیدگی پر نظر رکھتے ہیں اور اپنے کسی کام کا بدلہ کسی انسان سے تعریف یا انعام یا ہر دلعزیزی کی صورت میں نہیں چاہتے تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنی طرف سے اپنے انعام یا ہر دلعزیزی کی صورت میں نہیں چاہیے تو

اللہ تعالیٰ ان کو اپنی طرف سے اپنے انعام اور محبت کا صلہ عطا فرماتا ہے اور اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ بندوں میں بھی ان کے ساتھ عقیدت، محبت اور ہر دلعزیزی پیدا ہوتی ہے۔

"تقویٰ والے ہی خدا کے دوست ہیں"۔ (انفال)

"تو اللہ بے شک تقویٰ والوں کو پیار کرتا ہے" (آل عمران)

"اور اللہ تقویٰ والوں کا دوست ہے" (جاثیہ)

معیتِ الٰہی سے سرفراز ہیں

یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی معیت کے شرف سے ممتاز اور اس کی نصرت اور مدد سے سرفراز ہوتے ہیں اور جن کے ساتھ اللہ ہو۔ اس کو کون شکست دے سکتا ہے

"اور جان لو کہ بے شبہ اللہ تقویٰ والوں کے ساتھ ہے" (بقرہ)

قبولیت اہلِ تقویٰ ہی کو حاصل ہے

ایک کام ہزاروں اغراض اور سینکڑوں مقاصد کو سامنے رکھ کر کیا جاتا ہے مگر ان میں اللہ تعالیٰ صرف انہیں کے کاموں کی پیش کش کو قبول فرماتا ہے جو تقویٰ کے ساتھ اپنا کام انجام دیتے ہیں۔ فرمایا

"اللہ تو تقویٰ والوں ہی سے قبول فرماتا ہے اسی لئے انہیں کے کاموں کو دنیا میں بھی بقا، قیام اور ہر دلعزیزی نصیب ہوتی ہے اور آخرت میں بھی" (مائدہ)

تقویٰ والے کون ہیں

یہ جان لینے کے بعد کہ تقویٰ ہی اسلام کی تعلیم کی اصلی غایت اور وہی سارے اسلامی تعلیمات کی روح ہے اور دین و دنیا کی تمام نعمتیں اہلِ تقویٰ ہی کے لئے ہیں یہ جاننا ضروری ہے کہ تقویٰ والے کون ہیں قرآن پاک نے اس سوال کا بھی جواب دے دیا ہے چنانچہ اس کا مختصر جواب تو وہ ہے جو سورۂ زمر میں ہے۔

"اور جو سچائی لے کر آیا اور اس کو سچ مانا، وہی لوگ ہیں تقویٰ والے ان کے لئے ان کے رب کے پاس وہ ہے جو وہ چاہیں، یہ ہے بدلہ نیکی والوں کا۔"

یعنی تقویٰ والا وہ ہے جو اپنی زندگی کے ہر شعبہ اور کام کے ہر پہلو میں سچائی لے کر آئے اور اس ابدی سچائی کو سچ مانے وہ کسی کام میں ظاہری فائدہ، فوری فائدہ، فوری ثمرہ، مال و دولت اور جاہ

عزت کے نقطہ پر نہیں، بلکہ سچائی کے پہلو پر نظر رکھتا ہو۔ اور خواہ کسی قدر بظاہر اس کا نقصان ہو مگر وہ سچائی اور راست بازی کے جادۂ مستقیم سے بال بھر ہٹنا نہ چاہیے۔ لیکن اہل تقویٰ کا پورا حلیہ سورۂ بقرہ میں ہے۔

"لیکن نیکی یہ ہے کہ جو خدا پر اور پچھلے دن پر، اور فرشتوں پر اور کتاب پر اور کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لایا اور اپنا مال اس کی محبت میں رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں مانگنے والوں کو اور گردنوں کے آزاد کرانے میں دیا اور نماز کو برپا کیا اور زکوٰۃ ادا کی اور جو وعدہ کرکے اپنے وعدہ کو ایفا کرنے والے ہیں۔ اور سختی تکلیف اور لڑائی میں صبر کرنے والے ہیں یہی وہ ہیں جو سچے ٹھہرے
اور یہی تقویٰ والے ہیں" (سورۂ بقرہ) 32

33 ان آیتوں میں تقویٰ والوں کا نہ صرف عام حلیہ بلکہ ایک ایک خط و خال نمایاں کر دیا گیا اور بتا دیا گیا ہے کہ یہی خدا کی نگاہ میں سچے ٹھہرنے والے اور تقویٰ والے ہیں
34

تقویٰ کی حقیقت کیا ہے

تقویٰ اصل میں وَقویٰ ہے۔ عربی زبان میں اس کے لغوی معنی بچنے، پرہیز کرنے اور لحاظ کرنے کے ہیں، ایک معنی ڈرنے کے بھی ہیں لیکن ڈر یا خوف ایسا جو کسی محترم اور مکرم، محسن اور بزرگ ہستی کے ناراض ہونے کا ہوتا ہے لیکن وحیِ محمدیؐ کی اصطلاح میں یہ دل کی اس کیفیت کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہمیشہ حاضر و ناظر ہونے کا یقین پیدا کر کے دل میں خیر و شر کی تمیز کی خلش اور خیر کی طرف رغبت اور شر سے نفرت پیدا کر دیتی ہے دوسرے لفظوں میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ ضمیر کے اس احساس کا نام ہے جس کی بنا پر ہر کام میں خدا کے حکم کے مطابق عمل کرنے کی شدید رغبت اور اس کی مخالفت سے شدید نفرت پیدا ہوتی ہے یہ بات کہ تقویٰ اصل میں دل کی اس کیفیت کا نام ہے قرآن پاک کی اس آیت سے ظاہر ہے جو ارکان حج کے بیان کے موقع پر ہے۔

"اور جو شعائر الٰہی کی تعظیم کرتا ہے
35 تو وہ دلوں کے تقویٰ سے ہے" (حج)

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ تقویٰ کا اصلی تعلق دل سے ہے اور وہ سلبی کیفیت (بچنا) کے بجائے ایجابی اور ثبوتی کیفیت اپنے اندر رکھتا ہے وہ امور خیر کی طرف دلوں میں

تحریک پیدا۔ اور شعائر الٰہی کی تعظیم سے ان کو معمور
کرتا ہے۔ ایک اور آیت کریمہ میں ارشاد ہے۔
(36) "بے شک جو لوگ رسول اللہ کے سامنے
دبی آواز سے بولتے ہیں، وہی ہیں، جن کے
دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے واسطے جانچا
ہے ان کو معافی ہے اور بڑا بدلہ"

اس آیت میں بھی تقویٰ کا مرکز دل ہی
کو قرار دیا ہے اور بتایا ہے کہ رسول کی تعظیم کا
احساس تقویٰ سے پیدا ہوتا ہے۔ ایک اور
تیسری آیت میں تقویٰ کے فطری الہام ہونے
کی طرف اشارہ ہے۔

"تو ہر نفس میں اس کا فجور اور اس کا
(37) تقویٰ الہام کر دیا ہے" (الشمس)

فجور تو ظاہر ہے کہ گنہگاری اور نافرمانی کی
جڑ ہے۔ ٹھیک اسی طرح تقویٰ تمام نیکیوں کی
بنیاد، اور اصل الاصول ہے اور دونوں بندہ کو
فطرۃً ودلیعت ہیں۔ اب بندہ اپنے عمل اور
کوشش سے ایک کو چھوڑتا اور دوسرے کو اختیار
کرتا ہے۔ مگر بہر حال یہ دونوں الہام ربانی ہیں
اور سب کو معلوم ہے کہ الہام کا ربانی مرکز دل
ہے اس لئے یہی تقویٰ کا مقام ہے۔ تقویٰ کا
لفظ جس طرح اس دلی کیفیت پر بولا جاتا ہے
اس کیفیت کے اثر اور نتیجہ پر بھی اطلاق پاتا ہے

صحابہؓ نے کفار کے اشتعال دلانے اور ان سے
بدلہ لینے پر پوری قوت رکھنے کے باوجود حدیبیہ کی
صلح کو تسلیم کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اس
(39) مستحسن روش کو تقویٰ فرمایا۔

"اور جب کفار نے اپنے دلوں میں پچ
رکھی، نادانی کی پچ تو اللہ تعالیٰ نے اپنا
چین اپنے رسولؐ پر اور مسلمانوں پر اتارا
(40) اور ان کو تقویٰ کی بات پر لگا رکھا۔ اور
وہی تھے اس کے لائق اور اس کے اہل" (فتح)

یہاں جنگ، خونریزی سے احتراز، خانہ کعبہ
کے ادب اور کفار قریش کی جاہلانہ عصبیت سے
(41) چشم پوشی کو تقویٰ سے تعبیر کیا گیا ہے ایک
اور دوسری آیت میں دشمنوں کے ساتھ ایفائے
عہد اور حتی الامکان جنگ سے پرہیز کرنے
(42) والوں کو متقی یعنی تقویٰ والے فرمایا اور ان کے
ساتھ اپنی محبت ظاہر فرمائی ہے "تو تم ان کے
عہد کو ان کی مقررہ مدت تک پورا کرو، خدا تقویٰ
(43) والوں کو پیار کرتا ہے" (توبہ) "تو وہ جب تک تم
سے سیدھے رہیں تم بھی ان کے ساتھ سیدھے رہو۔
(44) خدا تقویٰ والوں کو پیار کرتا ہے" (توبہ)

جس طرح انسان کا فجور، بری تعلیم، بری
صحبت اور برے کاموں کی مشق اور کثرت سے بڑھتا
جاتا ہے اسی طرح اچھے کاموں کے شوق اور عمل سے

نیکی کا ذوق بھی پرورش پاتا ہے اور اس کی
قلبی کیفیت میں ترقی ہوتی ہے۔

"جو لوگ راہ پر آئے خدا نے ان کی سوجھ
بڑھائی اور اُن کو ان کا تقویٰ عنایت کیا" (محمد)

اس سے عیاں ہے کہ تقویٰ ایک ایجابی
اور ثبوتی کیفیت ہے، جو انسان کو خدا عنایت
فرماتا ہے اور جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اس کو ہدایت
پہ ہدایت اور فطری تقویٰ پہ مزید دولت تقویٰ
مرحمت ہوتی ہے تقویٰ کی یہ حقیقت کہ وہ دل کی
خاص کیفیت کا نام ہے، ایک صحیح حدیث سے
تصریحاً معلوم ہوتی ہے، صحابہ کے مجمع میں
ارشاد فرمایا "التقویٰ ھٰھُنَا (مسلم) تقویٰ یہاں
ہے"۔ اور یہ کہہ کر دل کی طرف اشارہ فرمایا جس
سے بے شک و شبہ یہ واضح ہو جاتا ہے کہ تقویٰ
دل کی پاکیزہ ترین اور اعلیٰ ترین کیفیت کا
نام ہے۔ جو تمام نیکیوں کی محرک ہے اور
وہی مذہب کی جان اور دیانتداری کی روح ہے
اور یہی سبب ہے کہ وہ قرآن پاک کی رہنمائی کی
غایت، ساری ربانی عبادتوں کا مقصد اور تمام
اخلاقی تعلیموں کا ماحصل قرار پایا۔

(46) اسلام میں برتری کا معیار تقویٰ ہے

اسلام میں تقویٰ کو جو اہمیت حاصل ہے اس
کا اثر یہ ہے کہ تعلیم محمدیؐ نے نسل، رنگ، وطن
خاندان، دولت، حسب و نسب، غرض نوع
انسانی کے ان صدہا خود ساختہ اعزازی مرتبوں
کو مٹا کر صرف ایک ہی امتیازی معیار قائم
کر دیا۔ جس کا نام تقویٰ ہے اور جو ساری
نیکیوں کی جان ہے اور اس لئے وہی معیارِ
امتیاز بننے کے لائق ہے۔ چنانچہ قرآن پاک
نے بہ آواز بلند یہ اعلان کیا۔

"ہم نے تم کو مختلف خاندانوں اور
قبیلوں میں صرف اس لئے بنایا کہ باہم
شناخت ہو سکے تم میں سے خدا کے نزدیک
سب سے معزز وہ ہے جو تم میں سب سے
(47) زیادہ تقویٰ والا ہے"۔ (حجرات)

اس اعلان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ان دو مختصر لفظوں میں ادا فرمایا۔
"الکرم التقویٰ" یعنی بزرگی اور شرافت
(48) تقویٰ کا نام ہے۔

اور اسی کے لئے حجۃ الوداع
کے اعلان عام میں پکار کر فرمایا کہ "عرب
کو عجم پہ اور کالے کو گورے پہ
کوئی برتری نہیں، برتر وہ ہے جس
(49) میں سب سے زیادہ تقویٰ ہے"

بحوالہ
سیرۃ النبیؐ

جو اماں ملی تو کہاں ملی

اللہ بخش زاہد۔ ایم، اے

اللہ تبارک و تعالےٰ کا دستِ لطف و کرم جب کسی گم کردہ راہ کو صراطِ مستقیم کی نشان دہی فرماتا ہے، تو اسے اپنے ماضی کی مصروفیات عبث بلکہ اکثر اوقات سامانِ ندامت دکھائی دیتی ہیں اور بصارت کے اس شیشہ میں جب اپنے چاروں اطراف نظر دوڑاتا ہے تو انسانیت اپنی ناعاقبت اندیشی، غفلت اور گمراہی کی زنجیروں میں ظلوماً جھولاً کی تصویر معلوم ہوتی ہے۔

حیاتِ ارضی کا یہ موڑ ایسے مسافر کو غور و فکر کی وادی میں مصروفِ سفر رکھتا ہے مادی دنیا کی کوئی بھی نعمت یا ہستی اس کے لئے ابدی سہارا بننے سے عاجز رہتی ہے - حالات و خیالات کی اس زبوں حالی میں بندہ اپنے خالق کا ارشاد سنتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ ۝ "بے شک اللہ تعالےٰ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے") مذکورہ بالا آیت میں تائب کے لئے جائے پناہ کے علاوہ اپنے مالک کی پسندیدگی کا مژدہ بھی ملتا ہے خسارے والی زندگی ترک کر کے تزکیۂ نفس کی صحبتیں تلاش کرتا ہے اپنے کردہ اعمال کے باعث قبر و حشر کا تصور جو اس پر عرصۂ حیات تنگ کئے ہوئے تھا اور یا پھر زادِ آخرت نہ ہونے کی وجہ سے روح پرواز مقصود پر مائل نہ تھی ایسی بیماریوں کا علاج صرف اور صرف انابت الی اللہ میں ملتا ہے، سورۃ توبہ میں غزوہ تبوک کا واقعہ بیان فرمایا گیا ہے جس میں تین صحابہ کرامؓ نے شمولیت نہ کی تو اس پر کیسی پریشانی انہیں لاحق ہوئی اس کا خلاصہ تفسیر معارف القرآن میں یوں ہے۔

" اور ان تین شخصوں کے حال پر بھی توجہ فرمائی جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا یہاں تک کہ ان کی پریشانی کی یہ نوبت پہنچی کہ زمین باوجود اپنی اتنی بڑی فراخی کے اُن پر تنگی کرنے لگی اور وہ

اور وہ خود اپنی جان سے تنگ آ گئے اور انہوں نے
سمجھ لیا کہ خدا کی گرفت سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی
بجز اس کے کہ اُسی کی طرف رجوع کیا جائے۔ پھر
ان کے حال پر بھی خاص توجہ فرمائی۔ بیشک اللہ
مہربان رحم والا ہے۔"

مندرجہ بالا تحریر سے اندازہ ہوتا ہے صحابہؓ
کرام رضوان اللہ علیہم کا خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم
پر یقین کس قدر پختہ تھا کہ حالت دگرگوں ہو گئی
جدائی رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ناقابلِ برداشت
اور زندہ رہنا دوبھر۔۔۔

مسند عبدالرزاق میں ہے: حضرت کعبؓ
فرماتے ہیں "ہماری دنیا بالکل بدل گئی ایسا معلوم
ہونے لگا کہ نہ وہ لوگ ہیں جو پہلے تھے نہ ہمارے
باغ اور مکان وہ ہیں جو پہلے تھے سب اجنبی نظر
آنے لگے مجھے سب سے بڑی فکر یہ تھی کہ اگر میں اس
حال میں مر گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے
جنازہ کی نماز نہ پڑھیں گے اس زمانے میں میرے
دونوں ساتھی (مرارہؓ اور ہلالؓ) تو شکستہ دل ہو
کر گھر میں بیٹھ رہے اور رات دن روتے تھے۔
لیکن میں جوان آدمی تھا باہر نکلتا چلتا پھرتا تھا
نماز میں سب مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوتا تھا مگر
کوئی مجھ سے کلام کرتا تھا نہ میرے سلام کا جواب دیتا۔
حالات کی اس درجہ سنگینی اور نتیجۃً زاری و
وبیقراری کی اس نوعیت کا اثر پچاس دن بعد قبولیت
توبہ کی خوشخبری میں ظاہر ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اے کعبؓ بشارت ہو تمہیں ایسے مبارک دن
کی جو تمہاری عمر میں پیدائش سے لے کر سب سے زیادہ
بہتر دن ہے۔ حضرت کعبؓ فرماتے ہیں نے عرض کیا۔
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ حکم آپؐ کی طرف سے
یا اللہ تعالےٰ کی طرف سے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں، یہ
حکم اللہ تعالےٰ کا ہے۔

حدیث پاک میں قوم بنی اسرائیل کے ایک
شخص کا قصہ بیان ہوا ہے کہ ۹۹ آدمی قتل کئے تھے
اور اسے اپنی عاقبت کا خیال آیا ایک راہب کے
پاس گیا اور اپنی نجات کی صورت دریافت کی،
راہب نے نفی میں جواب دیا تو اُسے بھی قتل کر دیا
اور سو قتل پورے ہو گئے، پھر ایک عالم کی جانب
گیا مسئلہ دریافت کیا تو اُس نے وطن سے دُور کسی جگہ
پر جہاں لوگ مصروفِ عبادت تھے، جانے کو کہا اور
اس مرکزِ عبادت کی طرف چلدیا، راستے میں ہی تھا کہ
موت کا وقت آ گیا، رحمت کے فرشتے اور عذاب
کے دونوں اپنا اپنا دعویٰ کرنے لگے، عذاب کے
فرشتے کہتے سو آدمیوں کا قتل اس کے ذمہ ہے اس
لئے روح شقی ہے برعکس اس کے ملائکہ رحمت کا اصرار
کہ خطا کار بندہ اپنے خالق و مالک کے مواخذہ اخروی
کی ہیبت میں اسکی جانب نکل کھڑا ہوا ہے۔ اب اسکا

معاملہ رحمتِ واسعہ سے ہے یقیناً امان پائے گا
حکم خداوندی ہوا اور گھر اور عبادت کی جگہ دونوں
میں جو مقام قریب ہوا انجام اُسی کے ساتھ
طے کردہ اور باقیماندہ فاصلوں کی پیمائش
ہونے لگی - اللہ کریم نے مرکزِ عبادت کی جانب
والی زمین کو حکم فرمایا کہ سکڑ کر کم ہو جائے
اور اس طرح قاتل کی نجات کا سامان ہو گیا
اسی لئے کہا جاتا ہے " رحمتِ حق بہانہ میجوید "
غزوہ تبوک میں شمولیت نہ کرنے پر حضرات
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم پر تاقبولیتِ توبہ جو
حالت گزری اور پھر عبدِ بنی اسرائیل کے
واقعہ سے تصویر کے دونوں رُخ سامنے آ
جاتے ہیں اوّل یہ کہ تکمیل انسانیت کے لئے
رجوع الی اللہ کتنا لازمی و ناگزیر ہے دوم یہ
کہ انابت الی اللہ کس قدر اللہ تعالٰے کو عزیز ہے
جب شانِ کریمی کا یہ حال ہے تو بندے کو چاہئے
جب بھی اور جیسا بھی ہو اپنے پروردگار کے
حضور اقرارِ جرم کر کے عہدِ توبہ کرے
اور اس سے قبل کہ عارضی زندگی اس کو داغ
مفارقت دے اپنی حیاتِ ابدی کا سامان کر چکا ہو۔
یہ وہ بارگاہ ہے جہاں سے نا اُمیدی کو گناہ فرمایا
گیا، مانگنے سے اللہ تعالٰے خوش ہوتے ہیں حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اَلدُّعاءُ مُخُّ الْعِبَادۃِ ہ
دُعا عبادت کا مغز ہے یعنی تخلیقِ انسانی کا مقصود
عبادت کو فرمایا اور عبادت میں اولیٰ مقام دعا کو

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھائیں کسے کوئی رہروِ منزل ہی نہیں

اور جیسا کہ ادھر بیان ہوا تصویر کا ایک پہلو اگر عنایات
میں اس درجہ فراوانیوں کا حامل ہے تو دوسری
طرف مانگنے والے کو بھی سوائے اس درِ واحد
دیکھتا کے اور کوئی دروازہ نہیں ملتا جہاں اس
کی آہ سنی جا سکے۔
گمراہیوں کی جگہ ہدایات، تاریکیوں
کی جگہ روشنیاں، سیئات کی جگہ حسنات
اور بے قراریوں کی جگہ اطمینانِ قلب
حاصل کرنے کا طریق واحد اپنے نفس
کی حکمرانی ختم کر کے اپنے اوپر اللہ
تبارک و تعالٰے کی حاکمیت آقائے نامدار
صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت کے مطابق
لاگو کر دی جائے۔ عافیت اسی میں ہے
بقول اقبالؒ

نہ جہاں میں کہیں کبھی اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرمِ خانہ خراب کو تیرے عفوِ بندہ نواز میں

☆

امر افہام و تفہیم

حضرت مولانا محمد اکرم صاحب مدظلہ العالیہ

سوال: انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں جبکہ یوسفؑ کے بھائیوں نے حضرت یوسفؑ کے ساتھ بڑا سخت سلوک کیا۔ تو کیا وہ سارے نبی تھے یا نہیں؟ اگر تھے تو کیا راز ہے؟

جواب: حضرت یوسفؑ نبی تھے ان کے بھائی نبی نہ تھے۔ اور یہ جو کچھ ان سے صادر ہوا دراصل اس کی غرض یہ تھی کہ وہ باپ کی شفقت جتنا چاہتے تھے ان کے دلوں میں دشمنی نہ تھی۔ مگر انہوں نے طریقہ غلط اختیار کیا۔ اللہ تعالےٰ کو یہی منظور تھا۔ یہی حضرت یوسف علیہ السلام کی ترقی درجات کا سبب بنا اور ان کے بھائیوں کو بدنیتی نہ ہونے کی وجہ سے معافی مل گئی۔

سوال: حضرت خضرؒ اور حضرت موسیٰؑ کا جو واقعہ ملتا ہے اس سے ظاہری طور پر یہی پتہ چلتا ہے کہ حضرت خضرؒ کا علم حضرت موسیٰؑ سے زیادہ تھا۔ حالانکہ نبی کا علم دوسروں سے زیادہ ہوتا ہے۔ اور حضرت خضرؒ پیغمبر بھی نہ تھے بلکہ نبی اسرائیل کے ولی اللہ تھے اس مسئلہ کی شرح فرمائیں۔

جواب: حضرت خضرؒ پیغمبر نہ تھے بلکہ ولی اللہ تھے اور اپنے وقت کے قطب مدار تھے۔ لبعد از وفات ان کی روح کو قوت ملکوتی عطا ہوئی اور فرشتوں کی طرح وہ بھی تکوینی امور بجالاتے ہیں۔ اور عموماً وقت کے قطب مدار کے ساتھ ہوا کرتے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ اولوالعزم رسول تھے مگر یاد رہے کہ انبیاء علیہم السلام کے علوم تشریعی ہوتے ہیں۔ یعنی جن علوم کا موضوع بندے کا اپنے رب سے تعلق ہوتا ہے اور ملائکہ کے علوم تکوینی

اُمور بجا لانے کے لئے ہوتے ہیں یعنی من جانب اللہ احکام حاصل کر کے نظام کو چلانا اور اس میں بھی ہر ایک صرف اپنے ہی کام سے واقف ہوتا ہے دوسروں کے کاموں کے متعلق وہ کچھ نہیں جانتا، سو جو کچھ حضرت خضرؑ سے صادر ہوا اس کا تعلق تکوینی امور سے ہے۔ اور حضرت موسٰیؑ کی باتوں کا تعلق امور شرعیہ سے ہے بالکل جیسے موٹر کو یقینًا ڈرائیور ہی چلائے گا مگر اس وجہ سے وہ عالم سے افضل نہیں ہو جاتا۔ یہی حال یہاں ہے۔

سوال: حضرت المکرمؒ نے دلائل السلوک میں لکھا ہے کہ جس کے لطائف اور مراقبات پختہ ہوں، شیطان اور جن اس کے قریب نہیں آسکتے۔ حضورؐ پر جادو ہوا تھا وہ کیسے چل گیا؟

جواب: جادو من جملہ امراض کے ایک مرض ہے، اس لئے یہ کوئی عجیب بات نہیں ہاں یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ آپ کو مرض بھی بتا دیا گیا اور اس کا علاج بھی، جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ہمیشہ سے آپ کے متبعین کے کام آرہا ہے۔ اور آتا رہے گا۔

سوال: میں ایک دن مسجد کی طرف جا رہا تھا تو ایک آدمی مجھے گھر لے گیا کہ ہمارے ایک آدمی کو جن نے پکڑ رکھا ہے اس پر کچھ دم کر دیں۔ میں نے سورۃ فاتحہ پڑھ کر پھونک دیا اللہ بہتر جانتا ہے کہ اسے جن کا اثر تھا بھی یا نہیں بہرحال آپ فرمائیں کہ اگر کوئی ایسا واقعہ پیش آجائے تو کیا کرنا چاہیئے؟

جواب: اگر ایسی صورت پیش آجائے تو سورۃ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور چاروں قل اوّل آخر درود شریف پڑھ کر دم کر دیا کریں۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

ماہنامہ

المرشد

بیاد و یادگار حضرت العلام مولانا اللہ یار خان نور اللہ مرقدہ

زیر سرپرستی

حضرت مولانا محمد اکرم صاحب مدظلہ

اصلاح احوال و باطنی اصلاح

شرح چندہ

فی پرچہ: ۴/-

سالانہ چندہ: ۴۵/-

مشرق وسطیٰ: ۱۲۰/-

یورپ: ۱۴۰/-

امریکہ کینیڈا: ۱۶۰/-

لیبیا: ۱۵۰/-

فہرست مطبوعات ادارہ نقشبندیہ اویسیہ

دلائل السلوک خاص ایڈیشن	۶۰/-	مسئلہ ایمان بالقرآن	۳/-	خدایا ایں کرم بار دگر کن	۱۰/-
دلائل السلوک اردو	۲۵/-	بنات رسولؐ	۲/-	بزم انجم	۲۰/-
دلائل السلوک انگلش	۶۰/-	داماد علیؓ	۲/-	علم و عرفان	۳/۵۰
حیات برزخیہ	۲۵/-	تفسیر آیات اربعہ	۵/-	فوز عظیم	۲/۵۰
حیات انبیاء اول	۱۵/-	حضرت امیر معاویہؓ	۱۰/-	فضائل توبہ و استغفار	۲۵/-
حیات انبیاء مذاہب اربعہ	۱۰/-	دربار حبیبؐ میں پیدل [illegible]		پاکیزہ معاشرہ	۱۰/-
الدین الخالص	۲۵/-	اسرار التنزیل اول تا چہارم فی	۱۰/-	حج کی دعائیں تحقیق حج	۵/-
ایمان بالقرآن	۲۰/-	درس قرآن / راہی کرب و بلا	۵/- / ۱/۵۰	امداد السلوک	۲۰/-
تحذیر المسلمین	۲۵/-	ارشاد السالکین	۵/-	ضیاء القلوب	۱۵/-
الجمال والکمال	۵/-	انوار التنزیل	۵/-	فیوض الحرمین	۱۲/۵۰
سیف اویسیہ	۱۰/-	لغزشیں	٠/	اللہ کی باتیں	۲۶/-
کمالات عقائد علمائے دیوبند	۵/-	دین و دانش	۱۰/-	احادیث قدسیہ مترجم	۳۰/-
اسرار الحرمین	۵/-	کس لیے آئے تھے	۵/-	اکمال الشیم	۱۳/-
تعارف	۳/-	ذکر اللہ عربی	۳/-	الفتح الربانی	۴۵/-
تحقیق حلال و حرام	۴/-	مغالطے	۵/-	تعلیم الدین	۱۰/-
حرمت ماتم	۴/-	تصوف و تعمیر سیرت	۱۰/-	فتوح الغیب	۱۵/-
ایجاد مذہب شیعہ	۴/-	کونوا عباد اللہ	۳/-	ایک نصیحت آموز خط	۴/-
شکست اعدائے حسین	۳/-	اطمینان قلب	۱۵/-	حیات المسلمین	۱۵/-

ملنے کا پتہ

ادارہ نقشبندیہ اویسیہ و ماہنامہ ”المرشد“ دارالعرفان منارہ ضلع جہلم

سول ایجنٹ: مدنی کتب خانہ گنپت روڈ۔ لاہور

www.QuranTafseer.net

الحمدللہ کوشش کی گئی ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے حوالے سے تمام کتابیں اور آڈیو ویڈیو بیانات کو آپکی سہولت کے لیے ایک جگہ پر اکٹھا کر دیا جائے اور تازہ جمعہ بیانات بھی آپ فوراسن سکیں۔ویب سائیٹ کی اینڈرائیڈ ایپلیکیشن بھی موجود ہے

آپ اپنے اینڈرائیڈ موبائل میں پلے سٹور سرچ میں جا کر نیچے دیئے گئے الفاظ لکھ کر آسانی سے یہ ایپلیکیشن سرچ کر کے انسٹال کر سکتے ہیں۔

اس ویب سائیٹ اور ایپلیکیشن سے آپ یہ سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔

1- مفسّر، مترجّم ومفکّرِ قرآن حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمۃ اللہ علیہ کی آڈیو، وڈیو اور تحریری تینوں طرح کی مکمل 30 پارہ اردو تفسیر اور مکمل 30 پارہ پنجابی تفسیر آڈیو وڈیو۔ 2- مشکوۃ شریف احادیث کی تشریح آسان ترین انداز میں آڈیو اور وڈیو بیانات۔ 3- اگر آپ کو قرآن ناظرہ پڑھنا نہی آتا یا آپ نے قرآن پڑھنا بہت پہلے سیکھا مگر اب صحیح تلفظ سے نہی پڑھ سکتے تو اب آپ دس دس منٹ کی کچھ وڈیوز دیکھ کر ناظرہ قرآن روانی سے پڑھنا سیکھ سکتے ہیں۔ 4- اس زمانہ کے سب سے مشہور 4 قاری صاحبان قاری مشری صاحب قاری السدیس صاحب قاری عبد الباسط صاحب اور قاری عادل الکلبانی صاحب کی آواز میں پورے قرآن کی آڈیوز سن سکتے ہیں۔ 5- حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمۃ اللہ علیہ کا نعتیہ کلام 6- ذکر کرنے کا ایسا طریقہ جس سے آپ کا دل اور جسم کا ہر ذرہ اللہ کا ذکر کرنے لگے مکمل تفصیلات موجود۔ 7- پچھلے دس سال کے سالانہ اور ماہانہ روحانی اجتماعات آڈیو وڈیو بیانات کا خزانہ 8- اسلامی سوال جواب ٹی وی پروگرام المرشد کی تمام آڈیوز وڈیوز۔

9- سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کی تمام کتابیں اور 1981 سے آج تک کے تقریبا تمام المرشد میگزین پی-ڈی-ایف میں ڈاؤن لوڈ کے لیے موجود۔ جلسوں، جمعہ بیان، سالانہ، ماہانہ اجتماعات کے بیانات کی تازہ آڈیوز فورا ایپلیکیشن اور ویب سائیٹ پر آپ سن سکتے ہیں۔ آئی فون، ونڈوز موبائل اور کمپیوٹر والے حضرات یہ سب کچھ اوپر دی گئی ویب سائیٹ سے حاصل کر سکتے ہیں۔

آپ کی سہولت کے لیے سلسلہ کی کوئی بھی کتاب یا کسی بھی پارہ کی تفسیر پی-ڈی-ایف میں آپ کو اپنے وٹس ایپ پر چاہیے ہو تو اس نمبر پر کتاب کا نام یا پارہ نمبر بتا کر اپنے وٹس ایپ سے میسج کر کے حاصل کر سکتے ہیں۔ 03235205255